نمبر ۱۲۱۵

فی رسالہ

۱۲

ماہوار رسالہ

# احمدی

ہر انگریزی مہینے میں بلا تعین تاریخ شائع ہوتا ہے

مقصد اعلیٰ

سلسلہ حقانیہ احمدیہ کے اندرونی مخالفین کے اعتراضوں کا
مکمل و مفصل جواب دے کر صداقت بانی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا مدلل اظہار کرنا

بابت ماہ اکتوبر و نومبر سنہ ۱۹۱۱ء

عاجز قاسم علی احمدی پرنٹر و پبلشر و ایڈیٹر سنے +

اپنے

اخبار پریس میں طبع کرا کر دہلی سے شائع کیا

# عرق خضاب

ٹریڈ مارک

نمبر ۱۰۰

ریلوے انجن

فی نمبر پانچ روپیہ

ذرا آپ اس کو لگا دیکھئے

اور پھر ایک شیشی عرق خضاب آزما دیکھئے

صدہا اشتہاری خضاب آپ کی نظروں سے گذرے ہونگے۔ جنپر آپ نے بہت سا روپیہ خرچ کرکے بجز زیر باری تضییع اوقات کچھ فائدہ حاصل نہ کیا ہوگا۔ اس لئے ممکن ہے کہ آپ اشتہاری خضابوں سے بدگمان ہو گئے ہوں۔ اور ہر ایک اشتہار کو جھوٹا ہی خیال کرتے ہوں لیکن بخدا ہم نے تو اپنی کمائی کا صدہا روپیہ اس شوق میں برباد کرکے ناکامی کا منہ دیکھا۔ اور پندرہ سال سے برابر اس کوشش میں رہے کہ انشاء اللہ ہم مفید خضاب بنائیں ضرور کامیابی ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ بفضلہ تعالیٰ ہمارا روپیہ اور وقت صرف شدہ سب کام آگیا۔ اور جیسا ہم خضاب چاہتے تھے بنا لیا جس کو عام اشتہاریوں کی قدردانی کی نظر سے دیکھا اور پسند فرمایا لیکن ہمارا قدم آگے بڑھنا چاہتا تھا سو بڑھا۔ اور گھولنے لگانے کی تکلیف سے نجات ملی پس ہماری بات کو اشتہاری گپ نہ سمجھیں۔ اور ضرور ایک دفعہ ایجاد عرق خضاب نمبر ۱۰۰ کو منگا کر آزمائیں یقین ہے۔ کہ ہم انشاء اللہ اس خضاب سے تمام پسندیدگی کا سرٹیفکیٹ پائینگے اور پھر اس کی قیمت بڑھا دینگے۔ مگر دستور اس کی شہرت بکیلئے نہایت کم قیمت رکھتے ہیں۔ تاکہ عام و خاص تک یہ ایک پہنچ جائے ایک شیشی مہینوں کے لیئے کافی ہے۔ معہ پوسٹیج و پیکنگ آٹھ آنے۔ دو شیشی کی شیشی صرف ۱۴

المشتہر مستری قادر بخش احمد ہندوئس انڈیجنس مکینیکل کمپنی لمیٹڈ کوٹ پاپل دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

# چودھویں صدی
# اور
# چودھویں نبی

جناب سرورِ عالم کے صدقے اے مرے مولا
مری یہ التجا ہو وے قبولِ درگہ والا

عدو بحرِ ضلالت میں سدا کھاتا رہے غوطا
رواں طبعِ رواں کو دیکھ کر میری صورت دریا

بیں نعلیں اس کو کر گوہر بفضلِ خداوندا
دریں دریا سے بالیا دہ ہو طوفاں موج افزا

دل افگنیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

خدا تو قدوس تو بڑا بے نیاز ہے۔ تیرے فضل کے بغیر نہ علم سے فائدہ ہوتا ہے نہ عقل سے۔ اگرچہ ہدایت کی راہیں تو نے تمام مخلوق کے لیئے کھولدی ہیں۔ اور ان راہوں کے واقف راہنما ہمیشہ ہر زمانہ میں بھیجدیئے۔ تاکہ راہ رواں منزل کو صراط المستقیم کے ذریعہ مقام مقصود تک پہنچادیں۔ لیکن کجرو انسان۔ بلید و پلید۔ نادان۔ دل کے اندھے حیوان

پھر بھی تیرے برگزیدہ۔ اور فرستادہ راہ نماؤں و سالکان طریقت کو دشمن جان اور راہ مقصود و مطلوب کو اندرونی تاریکی سے دوران دشمنان ہی سمجھتے رہے۔ ہر طرح کے چراغ انکی راہ نمائی کے لیئے و اتفان راہ نے روشن کرکے راستہ دکھانے کی بے حد کوشش کی۔ مگر ان شپرہ چشم اخوان الشیطان۔ عدو ان رحمان نے ہر ایک روشنی سے مشل ہو دم بے دل اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ اور اس نابینائی کو بجیائی سے تفاخرانہ پیش کرکے خودستائی کرنے لگے جس سے اہل بصیرت کو ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاوۃ کی نسبت عین الیقین کا درجہ حاصل ہو گیا۔ اے میرے پیارے مالک و خالق و رزاق رحیم و کریم غفار و ستار میں تیرا کس زبان سے شکریہ ادا کروں کہ تو نے محض اپنے رحمانی تقاضے سے مجھ جیسے ناتوان کج بیان کمزور انسان ضعیف البنیان کو اپنا راستہ سمجھایا۔ اور دکھایا۔ اور کو نواصع الصادقین پر عمل کرایا یعنے اس زمانہ کے مرسل کی شناخت عطا فرمائی۔ اور علی وجہ البصیرت اس کی صداقت بتلائی۔ اور ایسے پرفتن زمانہ میں جبکہ بر و بحر میں تاریکی چھیائی ہوئی تھی۔ تو نے اپنی سنت مقررہ کے مطابق ایک آدم ایک ابراہیم ایک موسے ایک احمد کو ہدایت خلق کے لیئے چراغ ہدایت دیکر بھیجا۔ جسکا نام تو نے مسیح ابن مریم رکھا صلے اللہ علیہ وسلم اس انسان کامل نے اپنے آقا و مولا و سردار محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے یہ بزرگی و شرف حاصل کیا۔ کہ دوبارہ مردہ دلوں کو زندہ۔ اور اندھوں کو بینا گونگوں کو زبان والا۔ اور بہروں کو شنوا کر دیا۔ مگر اُن ہی کو جنکے دل

خائف اور نظر سے سلامتی تھی۔ اور جنکی قسمت میں ہدایت یاب ہونا تیرے امر سے مقدر ہو چکا تھا۔ الحمد للہ کہ میں بھی اس ہدایت یافتہ جماعت میں شامل ہوا اب اے میرے کارساز و بندہ نواز تو مجھے استقامت عطا فرما۔ اور با ایمان گور میں پہنچا نا۔ اور اس عہد پر استوار رکھنا جو تیرے مامور و مرسل قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر اور پھر اس کے نائب اور خلیفہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر میں نے کیا تھا۔ آمین! اب میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں۔ نصرت حق کے لیئے اور تیری استعانت طلب کرتا ہوں۔ ابطال باطل کے واسطے۔ پس تو اس میدان کارزار میں روح القدس سے میری تائید فرما۔ اور عدو المبین اخوان الشیاطین۔ ایک خناس الناس کنیچہ دار سانپ دشمن نوع انسان آمر کی شیطان کی تمام زہر دار چلیوں کو اکھاڑ پھینکنے کے لیئے وہ آسمانی حربہ عطا کر جس سے یہ کوہ برف جو سخت جانی سے ابتک پیچ در پیچ کروٹیں بدل رہا ہے یکلخت فی النار والسقر ہو جائے۔ اور آیندہ اسمیں وہ سکت نہ رہے۔ کہ پھر بنی آدم کی ایڑی کو ڈسنے کا حوصلہ کرے۔ آمین!

**پیارے ناظرین!** اس سے پہلے آپ رسالہ ہذا کے نمبر اول لغایت ہفتم میں بالتفصیل یہ بیان ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ کہ امت محمدیہ کو امت موسویہ سے نعل بالنعل نیکی و بدی میں مماثلت ہے۔ اور خصوصاً علماء سوء پیشگوئی اشر من تحت ادیم السماء کے ایسے مصداق ہیں۔ کہ جسکا اقرار خود ان کی زبان حال و مقال سے بشرح و بسط لکھا جا چکا ہے۔ آج جس مضمون پر یہ عاجز قلم اٹھاتا ہے۔ وہ امر تسری دجّال کی پردہ دری میں لاثانی۔ اور اس خبیث انسان

کی علمی و عملی تحریری و تقریری اخلاقی و ادبی مایہ ناز تردید کی مکمل و مدلل تردید ہے۔ یہ مضمون اگرچہ اس قابل نتھا۔ کہ اس کو کوئی اہمیت کا درجہ دیا جاتا۔ مگر چونکہ امرتسری خناس نے اپنی یہودیت کے ثبوت میں اس واقعہ کو بے مثل دلیل قرار دے لیا ہے۔ اور دراصل یہی امرتسری کی یہودیت کا سب سے بڑا ثبوت یہی واقعہ ہے۔ لہذا ہم اس کو پوری تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کرینگے۔ یہ واقعہ حضرت مسیح موعود مہدی مسعود احمد مہود حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سلام علیہ و آلہ و اصحابہ و اجابہ و انوارہ و ذریاتہ کے وصال کا ہے جسکو امرتسری یہودی کبھی پیشگوئی اور کبھی مباہلہ اور کبھی دعا کہکر ہمیشہ شیطنت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ اور باوجود بار بار کی فہمائش کے مسیح موعود کو اپنی اسلاف کے نقش قدم پر چلکر لعنت دجالیہ بل نظنکم کاذبین ہی کہے جاتا ہے۔ اب ذرا سنبھل کر اپنے کذب و بہتان و افترا و مکر و زور کو نمبر وار شمار کرتا جائے۔ وبا اللہ التوفیق۔

دشمن حق کوئی گر دیکھا نہ ہوگا مانیگا ۔۔۔ بوالوفا کو دیکھ لو تم دور صدیقی کو دیکھ
دیکھکر صدہا نشان ابتک نہ سمجھا نہ سمجھا ۔۔۔ آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں

شد ظہور وعدہ ہائے انبیا و مرسلیں۔

ابتداء اس منازعہ کی یہ ہے۔ کہ حضور مغفور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰۔ فروری ۱۹۰۷ء کو ایک رسالہ جسکا نام ہے "قادیان کے آریہ اور ہم" تصنیف فرما کر شائع کیا۔ اور اسمیں بلاوا ان دشمنیت ۔۔۔ آریہ سماج قادیان کو مباہلہ کے لیے حسب ذیل دعوت دی کہ۔

"یہ چند پیشگوئیاں بطور نمونہ میں اسوقت پیش کرتا ہوں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ یہ سب بیان (مندرجہ رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم۔ ناقل) صحیح ہے۔ اگر میں نے جھوٹ بولا ہے۔ تو خدا مجھ پر اور میرے لڑکوں پر ایک سال کے اندر اس کی سزا نازل کرے۔ آمین و لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ایسا ہی شرپسند کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ بھی میری اس قسم کے مقابلے پر قسم کھاوے۔ اور یہ کہے کہ اگر میں نے اس قسم میں جھوٹ بولا ہے۔ تو خدا مجھ پر اور میری اولاد پر ایک سال کے اندر اس کی سزا وار کرے۔ آمین و لعنت اللہ علی الکاذبین صفحہ ۳۶ یہ بددعا کا فقرہ اس امر سے لازم و ملزوم ہے۔ کہ میری اس دعا کے مقابل پر شرپسند بھی اپنی نسبت انہیں الفاظ کے ساتھ بددعا طبع کرا کر کسی اخبار میں شایع کراوے۔ حاشیہ صفحہ ۳۶ ایسا ہی ملاوامل کو چاہیئے۔ کہ اگر ان بیانات (مندرجہ رسالہ) سے انکاری ہے۔ تو میری طرح قسم کھاوے صفحہ ۳۸ ایک برہمن ملاوامل نے اپنے اشتہار میں میرے نشانوں کے دیکھنے سے انکار کر دیا تھا۔ مگر اس انکار کا کچھ اعتبار نہیں۔ اکثر لوگ خود غرضی سے دو دو آنے لے کر عدالت میں گواہی کے وقت جھوٹ کی نجاست کھا لیتے ہیں۔ تمام مدار ایسی قسم پر ہے

جو میں نے لکھی ہے۔ اگر یہ لوگ خدا سے بیخوف ہو کر اپنی
قوم کو خوش کرنے کے لئے ایسی قسم کھائیں گے۔ تب
انکو معلوم ہوگا۔ کہ خدا بھی ہے حاشیہ صفحہ ۳۸ سنہ ۶
رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم مطبوعہ ۲۰ فروری
عبارت منقولہ سے صریح طور پر یہ ظاہر ہوا۔ کہ (۱) حضرت اقدس علیہ السلام
نے اپنی صداقت کو قسم کھا کر بیان فرمایا ہے۔ (۲) بصورت کذب دعاء
لعنت اللہ علی الکاذبین حسب آیت مباہلہ مندرجہ قرآن مجید فرمائی (۳)
ایسے ہی بالمقابل تبرپیت و ملاوامل کو قسم کھانے کو بلایا۔ (۴) یہ کہ وہ اپنی
قسم کو کسی اخبار میں شائع کرادیں (۵) محض مفتریانہ انکار جیسا کہ ہر روز
عدالتوں میں ہوتا ہے۔ قابل اعتبار نہیں۔ تمام مدار ایسی بالمقابل قسم پر ہے
واضح رہے کہ اس دعوت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود قسم
کھائی ہے۔ اور فریق ثانی کو بالمقابل قسم کھانے کو فرمایا ہے۔ تاکہ مباہلہ
ہو کر فیصلہ ہو جائے۔ یہ نہیں۔ کہ صرف معمولی قسم یکطرفہ کھانے کو کہا ہو
جیسا کہ عدالتوں میں بعض لوگ گواہی کے وقت ہر روز قسم کھا کر جھوٹ بولا
کرتے ہیں۔ بلکہ بتاکید ظاہر فرمایا ہے کہ بالمقابل قسم کھائیں ہوگی میری
طرح قسم کھاویں۔ تمام مدار ایسی ہی قسم پر ہے۔ ناظرین یہ
سب امور یاد رکھیں۔ اور آگے ثانی قضیہ سنیں۔

از طرف شیخ یعقوب علی صاحب تراب سلمہ تعالیٰ ایڈیٹر الحکم نے کار
پاپ حرر سنہ ۱۱ کے الحکم میں اسی رسالہ کے مطابق امرتسری جنتری ایڈیٹر

اہلحدیث کو اپنی طرف سے حسب ذیل دعوت مباہلہ دی جس کی سرخی
"قادیان کے آریہ اور ثناء اللہ امرتسری" ہے اور وہ یہ ہے کہ

"اس رسالے کی ایک جلد ثناء اللہ امرتسری کو بھی بھیجی
گئی ہے۔ قادیان کے آریوں نے حضرت مرزا صاحب
کے جو نشانات دیکھکر تکذیب کی اور کر رہے ہیں۔ اس رسالہ
میں ان سے مباہلہ کر دیا ہے۔ اسمیں آریوں کو اعلان
کیا ہے کہ اگر انہوں نے نشانات نہیں دیکھے ہیں۔ تو قسم
کھا جاویں۔ کہ یہ نشانات صداقت اسلام کے ہم نے نہیں
دیکھے۔ اب ثناء اللہ کو بھی چاہیئے۔ کہ اپنے دوستوں قادیان
کے آریوں کو اس قسم کے لیئے آمادہ کرے اور ان کے پاؤں
پڑے۔ ورنہ انکی قسم کی گریز سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت
پر مہر لگ گئی۔ اور ثناء اللہ نے بھی کوئی نشان صداقت
بطور خارق عادت نہیں دیکھا ہے۔ تو وہ بھی قسم کھا کر پرکھ
لے تاکہ معلوم ہو۔ کہ خدا تعالےٰ کس کی حمایت کرتا۔ اور
کس کی قسم کو سچا کرتا ہے۔"

بلفظہٖ الحکم مورخہ ۱۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱ کالم ۲

یہ ہے وہ دعوت جو ایڈیٹر صاحب الحکم نے امرتسری مکذب کو دی ہے۔
جسمیں چھ امر بیان کیئے گئے ہیں۔

(۱) رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم ثناء اللہ کو بھی بھیجا گیا ہے۔ (۲)

اس رسالہ میں حضرت مرزا صاحبؑ نے قادیان کے آریاؤں سے مباہلہ کر دیا ہے۔ (۳) اور اعلان کیا ہے کہ بالمقابل مباہلہ کریں اور قسم کھاویں (۴) ثناء اللہ ان کو قسم کھانے پر آمادہ کرے (۵) ورنہ ان کے گریز سے مرزا صاحب کی صداقت پر مہر لگ جائیگی (۶) اور اگر ثناء اللہ نے بھی کوئی نشان نہیں دیکھا۔ تو وہ بھی قسم کھا کر آزمالے۔ کہ خدا کس کی حمایت کرتا اور کس کی قسم کو سچا کرتا ہے۔ یعنے ثناء اللہ کی یا حضرت مرزا صاحب کی

ناظرین! یہ تو آپ یقیناً سمجھ گئے ہونگے۔ کہ ایڈیٹر انکھ نے وہی دعوت مباہلہ ثناء اللہ کو دی ہے جیسی کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے آریونکو دی۔ اور اسی رسالہ والی دعوت کی بنا پر ایڈیٹر نے ایڈیٹر کو دعوت دی ہے۔ پس اس کو بھی آپ محفوظ رکھیں۔ اور اب سنائی بے وفائی سنیں کہ وہ کیا ہے۔

بجواب ایڈیٹر الحکم ۲۹۔ مارچ ۱۹۱۱ء کے اخبار اہلحدیث میں زیر عنوان "قادیانی گپ" امرتسری بے وفا نغمہ سرا ہے۔ کہ

"اس تحریر کا مطلب دو ہی فقرے ہیں۔ (۱) ہم آریونکو قسم پر آمادہ کریں۔ (۲) اور ہم خود قسم کھائیں۔ اول فقرہ کی بابت تو یہ ہے۔ کہ قسم کھانا ان کے مذہب میں منع ہے۔ ہاں البتہ ہم اپنے نفس کے ذمہ وار ہیں۔ سو ہم تمہارے کرشن کی کذب بیانی پر قسم کھانے کو تیار ہیں۔ آؤ جس جگہ چاہو ہم سے قسم دلوالو۔ مگر پہلے۔ یہ شائع کردو۔ کہ اس قسم

امرتسری آریہ کا الحکم کی دعوت سے فرار اور ایک عجیب چیلنج کا اظہار

**کا نتیجہ کیا ہوگا۔** مرزائیو! سچے ہو تو آؤ۔ اور **اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔** وہی میدان عیدگاہ امرتسر طیار ہے۔ جہاں تم پہلے صوفی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کرکے ذلت اٹھا چکے ہو۔ امرتسر میں نہیں تو بٹالہ میں آؤ۔ سب کے سامنے کارروائی ہوگی۔ مگر اس کے نتیجے کی تفصیل اور تشریح کرشن جی سے پہلے کرادو۔ اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کی دعوت دی ہوئی ہے۔ کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو سب امت کے لیے کافی نہیں ہو سکتا۔"

بلفظہٖ صفحہ ۹ ب

اس جوابی تحریر وہابی کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول بجواب دعوت الحکم و حصہ دوم ثنائی چیلنج۔ چنانچہ حسب ذیل فقرات سے یہ ہر دو امور ثابت ہیں۔ بجواب دعوتِ الحکم تو مکذب نے لکھا۔ کہ (۱) میں مرزا صاحب کے کذب پر قسم کھانیکو تیار ہوں۔ یہانتک تو الحکم والی دعوت کی بظاہر منظوری معلوم ہوتی تھی۔ مگر اس کے ساتھ یہودیانہ شرارت سے یہ شرط لگا کر کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اپنی بزدلی کا ثبوت بھی دیدیا۔ اور بتلا دیا۔ کہ الحکم والی دعوت سے گریز ہے۔ البتہ یکطرفہ قسم کھانے کو اس شرط نامعقول مجوزہ خود پر آمادہ ہے جو فریق ثانی کو مسلم نہیں۔ کیونکہ الحکم نے تو بالمقابل قسم کی دعوت دی تھی نہ کہ یکطرفہ قسم کی۔ اور نہ وہ ایسی شرط کے ساتھ تھی۔ کہ جسکا ثبوت نہ قرآن مجید

میں ہے نہ احادیث صحیحہ میں۔ اس حیلہ سے دعوتِ مباہلہ کو ٹال کر اور شہر میں دوسری چال یہ چلا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو ایک جدید چیلنج ان الفاظ میں دیا جو ثنائی تحریر کا حصہ دوم ہے۔ کہ

**الف**۔ مرزائیو! آؤ۔ اور اپنے گرد کو ساتھ لاؤ صفحہ ۱۰ سطر اول

**ب**۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر تیار ہے۔ جہاں پہلے غزنوی سے مباہلہ کر چکے ہو۔ سطر دوم

**ج**۔ امرتسر نہیں تو بٹالہ میں آؤ۔ سب کے سامنے کارروائی

**د**۔ انہیں ہمارے سامنے لاؤ جسنے ہمیں انجام آتھم میں مباہلہ کی دعوت دی ہوئی ہے۔ سطر پنجم

**ھ**۔ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو۔ سب امت کے لیئے کافی نہیں ہو سکتا۔ سطر ششم

کون نہیں سمجھ سکتا۔ کہ یہ پانچوں امور الحکم والی دعوت کے کسی فقرے کا جواب نہیں ہیں۔ بلکہ اس دعوت کے خلاف اپنی طرف سے مرزائیوں کو یہ کہکر۔ کہ آؤ۔ اور اپنے گرد کو ساتھ لاؤ جسنے ہمکو دعوتِ مباہلہ دی ہوئی ہے جب تک ان سے فیصلہ نہ ہو۔ سب امت کے لیئے کافی نہیں ہو سکتا۔ ایک جدید چیلنج دیا جاتا ہے۔ اب آگے سنیئے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے اس چیلنج مباہلہ کو منظور فرما کر ۱۵ اپریل ۱۹۰۶ء کے بدر میں شائع کرا دیا۔ کہ

"مباہلہ کے واسطے مولوی ثناء اللہ امرتسری کا چیلنج منظور کیا گیا

مولوی ثناء اللہ حضرت مسیح موعود کی تکذیب پر ایسا یقین اور ایمان رکھتے ہیں۔ کہ وہ اسپر خدا تعالیٰ کی قسم کھانے کو طیار ہیں اور اس مباہلہ کے واسطے حضرت مرزا صاحب کو بلاتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں۔ کہ اس مباہلہ کا نتیجہ کیا ہوگا اور اس مباہلہ کے واسطے امرتسر یا بٹالہ میں طرفین کا جمع ہونا تجویز کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں میں مولوی ثناء اللہ کو بشارت دیتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے انکے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے۔ وہ بیشک قسم کھا کر بیان کریں۔ کہ یہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ اور بیشک یہ بات کہیں۔ کہ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں۔ تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ حضرت اقدس نے ازراہ ترحم فرمایا ہے کہ یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو۔ جبکہ حقیقۃ الوحی چھپکر شایع ہو جاوے گی۔ یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو ضرور چھپ دیجاوے گی اور وہ اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لے۔ اور اس کتاب کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شایع ہوگا جسمیں ہم یہ ظاہر کر دینگے۔ کہ ہمنے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے۔ اور ہم اول قسم کھاتے ہیں۔ کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب میں ہمنے درج کئے ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے ہیں۔ اور اگر یہ ہمارا افترا ہے۔ تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین ایسا

ہی مولوی ثناء اللہ بھی اس اشتہار اور کتاب کے پڑھنے کے
بعد بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے قسم کے ساتھ یہ لکھدیں
کہ میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لیا ہے۔ اسمیں
جو الہامات ہیں۔ وہ خدا کیطرف سے نہیں۔ اور مرزا غلام احمد
کا اپنا افترا ہے۔ اور اگر میں ایسا لکھنے میں جھوٹا ہوں۔ تو لعنۃ
اللہ علے الکاذبین۔ اور اس کے ساتھ اپنے ولسطے اور جو
کچھ عذاب وہ خدا سے مانگنا چاہیں۔ مانگ لیں۔ باقی رہا یہ امر
کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ مولوی ثناء اللہ کو واقف قرآن ہو کر
اس امر کے دریافت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مباہلہ کی بنیاد
جس آیت قرآنی پر ہے۔ اسمیں تو صرف لعنۃ اللہ علے الکاذبین
ہے۔ اور اس جگہ خدا تعالیٰ نے لعنت کو قائمقام ان تمام
عذابوں اور وبالوں کا رکھا ہے۔ جو ایک صادق کی تکذیب میں
مکذبین کے لاحق حال ہوتے ہیں۔ اور ہم ایمان رکھتے
ہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے متعلق بھی زمانہ
بروقت امتحان ان میں سے کسی کو خود دیکھ لیگا
ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ مباہلہ کی تاثیر کاذب کے لیئے ایک ایسے
رنگ میں ظاہر ہو۔ کہ جسکو دیکھکر ایک زمانہ بول اُٹھے۔ کہ یہ ایک
صادق کی تکذیب کی سزا ہے۔ معمولی تکلیفات
یا مکروہات کا لاحق ہو جانا۔ فی الواقعہ تاثیر مباہلہ نہیں ہو سکتا

فی الواقعہ یہ ایک قسم کی شوخی اور گستاخی ہے۔ کہ ہم قرآن کریم کی آیت مباہلہ کے مقابل تشریحات کے طالب ہوں البتہ ہم ایمان رکھتے ہیں۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ نے کوئی حیلہ جوئی کرکے اس مباہلہ کو اپنے سر سے ٹال نہ لیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ بالضرور مولوی مذکور کے متعلق کوئی ایسا ہی نشان ظاہر کرے گا۔ جو صدق و کذب کی پوری تمیز کرے۔ اور دراصل مولوی ثناء اللہ جس صورت میں ہمارے کذب پر علے وجہ البصیرت ایمان رکھتا ہے۔ تو اسے مناسب ہے کہ جو شرط ہم کریں وہ قبول کرے اور ہمکو کسی گریز یا عذر خود کا موقعہ نہ دے اور وہ منظور کرکے ہمکو اطلاع دے۔ کہ ہم بروقت تیاری کتاب حقیقۃ الوحی کا ایک نسخہ اس کو بغرض مباہلہ بھیجدیں۔ اور ساتھ ہی لکھدے۔ کہ کتاب کے چھپنے پر وہ اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھیگا امید ہے کہ اب مولوی ثناء اللہ کو اس خود تجویز کردہ مباہلہ سے گریز کرنے کی راہیں تلاش کرنے کی ضرورت نہ محسوس ہوگی۔ امرتسر یا بٹالہ میں مجمع کرنے کی جو تجویز انہوں نے پیش کی ہے اس کا حاصل شہرت پیشگی ہے۔ اس سے بڑھ کر اسطرح انکی شہرت ہو جائے گی۔ کیونکہ اشتہار کے اندر جو مباہلہ ہوگا۔ وہ تمام دنیا میں شائع ہو جائیگا۔ اور ہمارے رسالہ ریویو انگریزی کے ذریعہ سے یورپ امریکہ اور جاپان تک بھی مولوی ثناء اللہ کا نام پہنچ جائیگا۔ لیکن اگر آپ اس بات پر ہی راضی ہیں۔ کہ

بالمقابل کھڑے ہو کر زبانی مباہلہ ہو۔ تو پھر آپ قادیان آسکتے ہیں۔ اور اپنے ہمراہ دس تک آدمی لاسکتے ہیں۔ اور ہم آپ کا زادِ راہ آپ کے یہاں آنے اور مباہلہ کرنے کے بعد پچاس روپیہ تک دے سکتے ہیں۔ اگر آخر الذکر مباہلہ کو مولوی ثناء اللہ پسند کرے۔ تو جب چاہے وہ آسکتا ہے۔ اور اس کے قادیان آنے کی صورت میں اس کی جان اور آبرو کے ہم ذمہ دار ہیں" بلفظہٖ (خصما الحکم مورخہ ۳۱ مارچ صفحہ ۱۹ و ۲۰ و بدر مورخہ ۴ اپریل صفحہ ۴ و ۵ و اہلحدیث مورخہ ۱۹ اپریل صفحہ ۱۰ کالم ۳ دیکھئے امرتسری کے چیلنج کو کس دلیری سے جری اللہ نے منظور فرما کر نہایت صراحت کے ساتھ یہودی صفت مولوی کی نامعقول شرط کا بھی جواب دیدیا۔ اور جس طریق سے اپنے رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہندو آریوں سے مباہلہ کرنا فرمایا تھا۔ اسیطرح اس مسلمان آریہ سے مباہلہ منظور فرمایا ہے یعنی آریوں کے سامنے رسالہ موصوف میں وہ نشانِ صداقت جنکے قادیانی آریہ گواہ تھے۔ پیشکر کے ان پر خود قسم کھاکر لعنۃ اللہ علی الکاذبین ط لکھدیا۔ اور اسیطرح آریوں سے مباہلہ قسم و لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا کیا۔ مثیل آریہ امرتسری ناریہ سے بھی یہی فرمایا۔ کہ تجھکو کتاب حقیقۃ الوحی بھیجدیں گے۔ اس کو اول سے آخر تک پڑھ لے۔ اسمیں دوسو سے زاید نشانات صداقت لکھے گئے ہیں۔ ان نشانات کو پڑھکر بھی اگر شبہ رہے۔ تو پھر بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے قسم کے ساتھ

لکھدے کہ اس کتاب میں جو الہامات درج ہیں۔ وہ مرزا غلام احمد کا اپنا افترا ہے۔ اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں۔ تو لعنۃ اللہ علیٰ الکاذبین" اس تحریر سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا۔ کہ آریوں سے مباہلہ کے لئے وہ رسالہ تھا اور ثناء اللہ سے مقابلہ کے لئے حقیقۃ الوحی اس رسالہ کے قائم مقام تجویز کی گئی اور یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ جسطرح آریوں سے مباہلہ چاہا ہے۔ اسیطرح ثناء اللہ سے مباہلہ کو منظور فرمایا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ مباہلہ سے قبل بغرض اتمام حجت جس مباحثہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ آریوں کے لئے وہ ضرورت اس رسالہ سے پوری ہو گئی اور مسلمانوں کیلئے حقیقۃ الوحی مباحثہ قبل از مباہلہ تجویز ہو گئی ہے اسی لئے مقابل ثنائی مباہلہ کے لئے حضور علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی کی شرط کو غیر ضروری فرمایا دو گھنٹہ تمام حجت اور سمجھانے کے لئے قبل از مباہلہ مقرر فرمایئے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ الحکم والی دعوت کے جواب میں ثناء اللہ نے جو پہلو بدل کر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو انجام اتھم والی دعوت مباہلہ کا حوالہ دیکر پیغمبر جی سے فیصلہ کرنے کو بلایا تھا۔ اور لکھا تھا۔ کہ اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ انہیں ہمارے سامنے لاؤ"۔ اس چیلنج کو حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منظور فرمایا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ الحکم والی دعوت سے اب کچھ تعلق نہیں رہا۔ کیونکہ الحکم نے جو دعوت مباہلہ دی تھی۔ اس کو تو ثناء اللہ نے اس جدید چیلنج۔ آؤ اور لاؤ والے سے رد کر دیا۔ اور ایک دوسری مصیبت اپنے لئے خرید لی۔ جسکے لئے اس عدو مبین کو سخت سے سخت مشکلات کا

سامنا ہوا اور جب سچی دم سے اپنے فی النار ہونے کا یقین ہو گیا۔ تو اس موت کے پیالے کو ٹلتا ہوا نہ پاکر گرگٹ کیطرح آفتاب رسالت کے سامنے بدحواس ہو کر رنگ بدلنے لگا۔ اور ۱۹۔ اپریل سنہ ۱۹ ع کے اہلحدیث میں بجواب منظوری چیلنج مباہلہ اپنی مذبوحی حرکات کا کذب بیانیوں سے ایسا ثبوت دیا۔ کہ اپنے منہ پر نہیں۔ بلکہ سارے بدن پر لک دار پالش کر کے روسیاہ بنگیا۔ ملاحظہ ہوں ثنائی ہزیانات ذیل

میں نے آپ کو مباہلہ کے لیئے نہیں بلایا۔ بلکہ آپ نے یا آپ کے حکم سے آپ کے تابعدار مرید ایڈیٹر اہلحکم نے مجھکو قسم کھانے کے لیئے کہا جسکو میں نے منظور کیا ہے۔ افسوس ہے۔ میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں۔ حالانکہ مباہلہ اسکو کہتے ہیں۔ جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں حلف اور قسم تو ہمیشہ ہر روز عدالتوں میں ہوتی ہے لیکن مباہلہ اس کو کوئی نہیں کہتا۔ میں نے حلف اٹھانا کہا ہے۔ مباہلہ نہیں کہا نہ میں نے آپ کو دعوت دی ہے۔ بلکہ آپکی دعوت کو منظور کیا ہے۔ نہ میں نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا لکھا تھا۔ قسم اور ہے۔ مباہلہ اور ہے۔ قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راستگوؤں ہی کا کام ہے۔ اور کسی کا نہیں ہم تو نہ آپکو قسم کھلاتے ہیں۔ نہ آپ کی قسم کا اعتبار کرتے

ہیں۔ ہاں آپ نے ہمکو قسم کھانے کیلئے کہا۔ اس لئے
ہم تیار ہیں۔ آپ قسم کھائیں کہ طاعون نہیں۔ اگر یہ الہام
ہوتا۔ تو زیر بحث قسم پر بحث کی شاید ضرورت نہ ہوتی۔ مگر یہ الہام
تو ہے نہیں بلکہ آپ کی سب درخواست میری طرف
سے قسم کھانے پر آمادگی ہے۔ اسلئے اس عذاب کی
تقدیر کرالینا۔ آپ مباہلہ کے خلاف نہیں (حقیقتاً تو
کو پیش کئے بعد اعلان کرنے کی) ایک ہی بحوث جب
کتاب چھپکر آئیگی۔ تو اس وقت اس کا جواب دیا جائیگا
کیا آپ کی طرح ہے کہ آپ کو ٹالنا یا امرتسر آنے میں خطرہ
ہے) قادیان میں آنے کیلئے ہم تیار ہیں۔ تاہم مباہلہ میں
ٹالنے کی کوئی معقول وجہ بتلائینگے۔ تو میں قادیان میں بھی
آجاؤنگا۔ الفاظ مباہلہ مقرر ہو چکے ہیں۔ جنپر ہمنے خط دیدیا ہے
مختصر یہ کہ ہم قسم کھانے کو تیار ہیں۔ مگر پہلے یہ بتا دو۔ کہ اس
قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کیونکہ خطرہ ہے۔ کہ کہیں مجھے زکام ہو
یا کسیر پھوٹے تو آپ اسے اپنی صداقت کا نشان بنالیں۔

بلفظہ ملخصاً الحدیث صفحہ ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۴ تا ۷

یہ ہے خلاصہ ثنائی جواب الجواب کا جسمیں پوری وجالیت اور یہودیت سے
کام لیکر امرتسری شیطان نے مخلوق خدا کو دھوکہ دینا چاہا۔ اور کئی بیچارے
کو دے بھی دیا۔ مگر دیکھئے کہ آج انشاء اللہ بذریعہ احمدی اس کی کیسی

علمی اور عملی پردہ دری ہو کر بحول وقوت الٰہی ثنائی طلسم پاش پاش ہو جاتا ہے۔

ناظرین۔ آپ اس سارے قضیہ کو اب سوال احمدی وجواب ثنائی کے پیرایہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ تاکہ آسانی کے ساتھ ثنائی دجل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا دیکھ لیں۔

# مکالمہ احمدی و ثنائی

بھرم کھلتا ہے ظالم اب تری قامت درازی کا
ترے اس طرۂ پرپیچ و خم کا خم نکلتا ہے

احمدی ۱۷ مارچ کے الحکم میں آپ کو ایڈیٹر الحکم نے دعوت دی تھی یا مرزا صاحب نے؟

ثنائی۔ ایڈیٹر الحکم نے!

اہلحدیث ۲۹ مارچ و وطن ۲۶ اپریل صفحہ ۱۱

احمدی کیا دعوت دی تھی؟

ثنائی یہ کہ ثناء اللہ قسم کھائے کہ مرزا صاحب کا کوئی الہام ثابت نہیں۔ اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱ کالم اول

احمدی۔ کس بنا پر یہ دعوت دی؟

ثنائی۔ بر بنار رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" مصنفہ مرزا صاحب

احمدی اس رسالہ سے آپ کا کیا تعلق تھا جو آپ کو دعوت دی؟

ثنائی صرف یہ کہ رسالہ مذکور میں مرزا صاحب نے قادیان کے آریوں کو جو اپنے مقابلہ میں قسم کھا کر مباہلہ کرنے کا چیلنج دیا۔ تو اس پر ایڈیٹر الحکم نے مجھکو بھی دعوت دیدی کہ

میں بھی تکذیب مرزا پر قسم کھا کر پرکھ لوں۔ اور وہ رسالہ بھی مجھے بھیجدیا اور یہ بھی کہا۔ کہ میں آریوں کو بھی قسم پر آمادہ کروں۔!

احمدی۔ کس طرح پر کہنے کو کہا؟

ثنائی۔ تکذیب مرزا پر قسم کھا کر!

احمدی۔ بالمقابل قسم کھا کر یا یکطرفہ قسم سے؟

ثنائی۔ یکطرفہ قسم سے!

احمدی۔ کیا آریوں کو بھی یکطرفہ قسم کھانے کو رسالہ مذکور میں کہا تھا؟

ثنائی۔ نہیں! آریوں کو تو بالمقابل قسم کی دعوت تھی۔

احمدی جبکہ اسی رسالے کی بنا پر ایڈیٹر صاحب الحکم کی دعوت تھی تو یہ دعوت یکطرفہ قسم کی کس طرح ہوئی۔؟

ثنائی۔ گو اس رسالہ کی بنا پر بھی یہ دعوت نہ تھی۔ مگر میں اس تحریر کا مطلب یکطرفہ قسم ہی سمجھا۔

احمدی۔ الحکم والی تحریر میں کونسا فقرہ ایسا ہے جس سے کہ یکطرفہ دعوت سمجھی گئی۔؟

ثنائی یہ فقرہ کہ ثناء اللہ بھی قسم کھا کر پرکھ لے!

احمدی حیف ہے تمہاری سمجھ پر اور تف ہے تمہاری عقل پر کہ تم ایک اردو عبارت کو بھی نہیں سمجھ سکتے یا اپنی یہودیت سے لاتعرفوا الصلوٰۃ پڑھکر انتم سکاری کو چھوڑتے ہو کیا تمنے الحکم کی تحریر کو دعوت نہیں مانا؟

ثنائی بیشک میں نے اس کو دعوت قرار دیا۔ اور ۱۹ اپریل ۱۹۰۸ء کے اہلحدیث میں صاف یہ اقرار کیا کہ میں نے آپ کی (یعنی مرزا صاحب کی) یہ دعوت

کو منظور کیا ہے" صفحہ ۴ سطر ۸ کالم ۴
ہم نے آپ کی دعوت قبول کی"
صفحہ ۶ کالم ۲ سطر ۱۰
احمدی "جبکہ تم نے اس کو
دعوت مان لیا ہے۔ تو دعوت کے
معنے بتلاؤ"

ثنائی۔ "دعوت۔ اعلان اور
چیلنج ہم معنی ہیں"۔ اہلحدیث ۸ جولائی ۱۰ء
صفحہ ۳ کالم اول سطر ۵۔ اور چیلنج کے
معنی ہیں "دعوت مقابلہ" یعنی زور
آزمائی کے لئے للکارنا" اہلحدیث
۲۰ جنوری ۱۱ء صفحہ ۵ کالم اول
سطر ۲۷"

احمدی "جبکہ چیلنج کے معنی
ہیں "دعوت مقابلہ" اور دعوت و
چیلنج ہم معنی ہیں۔ تو کیا دعوت کے معنی
بھی بقول آپ کے "مقابلے کے لئے
للکارنا" نہ ہوئے؟ اور ہر تم الحکم والی
خبر کو دعوت مان چکے ہو۔ پس تمہارے
ہی اقرار سے یہ ثابت ہو گیا۔ کہ الحکم
نے یکطرفہ قسم کھانے کو نہیں لکھا
تھا۔ بلکہ دعوت مقابلہ دی تھی جو فریقین
کے وجود کو چاہتی ہے۔ دیکھا اس طرح
حسب اصول خود الحکم پر حجت قرار دے
تم خود اپنے اقرار سے مار گئے
فافہم وہاں ایک اور طریق سے بھی
سمجھ لو جس سے تمہاری عقل پر دنیا
بھی ہو جائے۔ بتاؤ! کہ الحکم کی خبر
میں جو یہ فقرہ ہے۔ کہ "ثنا اللہ بھی کہہ
رہے۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ خدا کس کی
حمایت کرتا۔ اور کس کی قسم کو سچا
کرتا ہے۔ اس لفظ "بھی" نے کیا ظاہر
کیا۔ اور لفظ کس کی سے کس کی عظمی
پردہ دری ہوئی؟

ثنائی۔ اس میں شک نہیں کہ
لفظ "بھی" نے قادیان کے آریوں
کے ساتھ مجھ کو ملا دیا ہے۔ یعنی
ایڈیٹر الحکم نے صاف لکھ دیا۔ کہ "قادیان

کے آریوں سے مرزا صاحب نے رسالہ میں مباہلہ کر دیا ہے۔ کہ اگر انہوں نے نشانات (صداقت) نہیں دیکھے ہیں۔ تو قسم کھا جاویں۔ اور ثناء اللہ نے بھی کوئی نشان نہیں دیکھا ہے تو وہ بھی قسم کھا کر پرکھ لے" پس یہ عبارت آواز بلند کہہ رہی ہے۔ کہ آریوں کو مرزا صاحب نے دعوت مباہلہ دی کہ وہ تکذیب پر قسم کھا دیکھیں اور مجھکو الحکم سے کہ میں آریوں کیطرح قسم کھا کر پرکھ لوں۔ اور لفظ کسکی نے تو بالکل کھول کر بتا دیا۔ کہ یہ دعوت مباہلہ اور بالمقابل قسم کھانے کی ہے جبھی تو لکھا۔ کہ "تاکہ معلوم ہو۔ کہ خدا تعالیٰ کس کی حمایت کرتا۔ اور کسکی قسم کو سچا کرتا ہے"۔ یعنی فریقین (ثناء اللہ و مرزا صاحب) میں سے کس کی حمایت ہوتی ہے۔ اور کس کی قسم سچی ہوتی ہے اگر بالمقابل قسم نہ ہوتی۔ تو یہ لفظ "کسکی" بے معنی ہو جاتا۔"

احمدی "الحمد للہ کہ یہانتک تو یہ ثابت ہو گیا۔ کہ (۱) الحکم والی دعوت منجانب ایڈیٹر الحکم تھی۔ نہ منجانب مرزا صاحب علیہ السلام اور (۲) وہ بریناً رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" کے تھی اور (۳) آپ نے اس رسالے میں بالمقابل قسم کھانے کی دعوت مرزا صاحب نے دی تھی۔ اور (۴) ویسی ہی دعوت بالمقابل قسم کھانے کی ایڈیٹر صاحب الحکم نے دی۔ اب بتاؤ کہ تم نے اس دعوت کا کیا جواب دیا؟"

ثنائی "میں نے اس کا یہ جواب دیا۔ کہ "آریوں کو قسم پر مجبور کرنا۔ تو میرا اختیار نہیں۔" البتہ ہم تمہارے کرشن کی کذب بیانی پر قسم کھلانے کو تیار ہیں۔ آؤ جس جگہ جا ہو ہمسے قسم دلوالو۔ مگر پہلے شایع کرا دو۔ کہ اس قسم

کا نتیجہ کیا ہوگا۔" الحدیث ۲۹ مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ ۹ کالم دوم سطر ۲۵ لغایت ۲۷

احمدی "جبکہ الحکم والی دعوت بالمقابل قسم کھانے کی تھی۔ جو کہ مباہلہ ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا۔ تو پھر تم نے مباہلہ کا نتیجہ کیوں پہلے پوچھا"؟

ثنائی "اُسوقت تو میں نے اس کو دعوت یکطرفہ قسم ہی سمجھکر ٹالا تھا۔ اسی لیئے نتیجہ قسم سے اطلاع چاہی۔ اگر مباہلہ ہوتا۔ تو نتیجہ پوچھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔" الحدیث ۱۹ اپریل

احمدی "تو کیا یکطرفہ قسم کھانیوالے کا یہ حق ہے۔ کہ اس کا پہلے نتیجہ پوچھ لے اور پھر قسم کھاوے؟ اگر ہے تو کوئی آیت قرآنی یا حدیث صحیح پیش کرو؟

ثنائی "یکطرفہ ہو یا دو طرفہ کسی قسم کھانے والے کو بروے حدیث یا قرآن۔ تو ہرگز حق نہیں۔ کہ نتیجہ قسم سے آگاہی حاصل کر کے قسم کھاوے اگر کوئی شرعی دلیل ہوتی۔ تو میں پہلے ہی نہ پیشکر دیتا"۔

احمدی "تو پھر تم نے یہ حماقت کیوں کی"؟

ثنائی "جہالت سے اور محض جان چھڑانے کو"!

احمدی "آگے بیان کرو۔ کہ الحکم والی دعوت کے جواب میں اور کیا لکھا"؟

ثنائی "اور میں نے یہ لکھا کہ مرزائیو! آؤ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر طیار ہے۔ جہاں تم پہلے غزنوی سے مباہلہ کر کے ذلت اٹھا چکے ہو۔ امرتسر میں نہیں۔ تو بٹالہ میں آؤ۔ سب کے سامنے کارروائی ہوگی۔ مگر اس کے نتیجہ کی تفصیل اور تشریح کرشن جی سے پہلے کرادو اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں انجام اتھم میں مباہلے

کے لیئے دعوت دی ہوئی ہے کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو۔ سب اُمت کے لیئے کافی نہیں ہوسکتا" اہلحدیث ۲۹ - مارچ ۱۱ صفحہ ۱۰ کالم اول سطر ۱۱ تا ۱۷

احمدی " یہ الحکم کے کس جملہ کا جواب ہے۔ کہ مرزائیو! آؤ۔ اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ امرتسر یا بٹالہ میں آؤ اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ۔ وغیرہ وغیرہ "

ثنائی " الحکم کا جواب تو وہاں تک ختم ہو چکا۔ کہ "ہم قسم کھانے کو تیار ہیں مگر پہلے قسم کا نتیجہ شائع کرادو" یہ "آؤ اور لاؤ" کا میں نے اپنی طرف سے چیلنج دیا ہے۔ الحکم نے تو مجھکو بلایا تھا۔ اور نہ قسم کھانے کے لیئے کوئی مقام مقرر فرمایا تھا۔ اور نہ ہی قسم کھانے کیلئے تقرر مقام لازمی ہے۔"

احمدی " دیکھو اب پھول بجانا کہیں پھر کہنے لگو کہ میں نے کوئی چیلنج نہیں دیا۔ مرزا صاحب کی کسی صورت کو منظور کیا ہے۔" ؟

ثنائی " پھر نہیں۔ میں ابھی کہے دیتا ہوں کہ لوگوں کے سامنے تو میں ہرگز اقراری نہ ہونگا۔ کہ میں نے کوئی چیلنج مرزا صاحب کو دیا ہے"

احمدی " اگر تم ایسے ہی کاذب ہو۔ تو ہم بھی تمہیں گھر تک پہنچا کر ہی چھوڑینگے اب ذرا بتاؤ! کہ "آؤ۔ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں انجام اتھم میں مباہلہ کی دعوت دی ہوئی ہے" یہ الحکم والی دعوت کی قبولیت و منظوری ہے۔ یا اپنی جانب سے مرزا صاحب کو مقابلے میں بلانے کی دعوت اور چیلنج" ؟

ثنائی " ہے تو الحکم والی دعوت کی منظوری ہی۔ البتہ میں نے دو شرطیں

زائد اپنی طرف سے لگادی ہیں ایک نتیجہ قسم کو پہلے بتانا۔ دوسرے مرزا صاحب کو مقابلے میں لانا"

احمدی "مرزا صاحب کو مقابلے میں لانے اور نتیجہ قسم پہلے بتانے کے لئے کس کو آپ نے کہا ہے۔؟

ثنائی "تمام مرزائیوں کو عموماً اور ایڈیٹر الحکم کو خصوصاً۔ کہ وہ اپنے مرشد سے نتیجہ قسم پہلے شائع کرادیں۔ اور انکو میرے ساتھ مباہلہ کرائیں"

احمدی "مرزا صاحب احمدیوں اور ایڈیٹر الحکم کے مقتدا اور امام ہیں یا تابع اور مقتدی؟"

ثنائی "بے شک تمام احمدی جملہ ایڈیٹر الحکم مرزا صاحب کو اپنا پیشوا اور مقتدا و امام تسلیم کرتے ہیں نہ مقتدی و تابع"

احمدی "جبکہ مرزا صاحب ایڈیٹر الحکم و تمام احمدیوں کے مقتدا و امام ہیں۔ تو تابعین و مریدین کو کیا اختیار ہے۔ کہ امام و متبوع کو کوئی حکم دیں یا کسی امر پر مجبور کریں"؟

ثنائی "گو مجبور نہیں کر سکتے نہ حکم دے سکتے ہیں۔ لیکن التجا اور درخواست تو کر سکتے ہیں۔ کہ آپ خدا اللہ کے مقدس نبی ہیں تشریف لیجائیں اور ثنائی قسم کا نتیجہ بھی پہلے فرما دیں"

احمدی "اس درخواست پر اگر مرزا صاحب یہ فرمادیں۔ کہ میرا کاذب ہونا اور ثنائی کا صادق ہونا اس قسم کا نتیجہ یا کذاب کی قسم کا نمرہ اس ذات کے اختیار میں ہے جس کی قسم کھائی جاتی ہے اور جس سے نتیجہ فیصلہ فریقین کرانے ہیں یا فریقین میں سے کسی فریق کے اختیار میں ہوتا ہے۔؟ تو اس کا احمدی کیا جواب دے سکتے ہیں۔؟"

ثنائی "یہ درست ہے کہ کاذب مباہل اور قسم کھانے والے کی قسم اور مباہلہ کا نتیجہ خدا تعالیٰ ہی ظاہر فرماتا ہے

انشاء ہیں ہے لیکن مرزا صاحب چونکہ
استجابت دعا کے مدعی ہیں اس لیئے
ان سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ دعا
کر کے خداوند کریم سے نتیجہ پوچھ کر
بتا دیں"

احمدی "اس پر اگر مرزا صاحب
یہ فرمائیں۔ کہ خدا کی ہم ما مور در جکر ہم
پیغمبر یا امر! در تا کم کہ مصالح الٰہی میں
دخل دے سکیں؟ یہ تو ضرور ہے۔
کہ خدا تعالیٰ ہماری دعائیں بکثرت
قبول فرماتا۔ اور اپنی غیب سے اطلاع
بخشتا ہے۔ الا جس امر کو وہ کسی مصلحت
سے ظاہر کرنا نہ چاہے۔ اس کا ہم کیسے
بتلا دیں۔ اور کس ذریعہ سے معلوم کریں

---

اس پر کوئی حاکم نہیں۔ جو اس سے کسی

---

امر کا مطالبہ کرے" تفسیر ثنائی جلد ۴ صفحہ ۱۱۶
تو کیا کہیں۔ ذرا محواس درست کر کے جواب
دو؟

ثنائی۔ یہ کہیں۔ کہ آپ کا تو یہ

دعوے ہے کہ جیسے بار ہا خدا تعالیٰ
مخاطب کر کے فرما چکا۔ کہ جب تو دعا کرے
تو میں تیری سنونگا" اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء
مرقع قادیانی بابت اگست ۱۹۰۰ء
صفحہ ۱۳ پھر آپ دعا کر کے کیوں نہیں
پوچھ لیتے"

احمدی "اس کا یہ جواب
کیونکر ہوا کہ ہر ایک جا و بے جا دعا
قبول کر کے دعا کر دیا کرو۔ یہ تو خدا
کے مقصود میں مخل ہوتا ہے کہ
مکذبین کے ہر وہ سوال کو منظور کر کے
خداوند جل جلالہ و عظم شانہ سے اُنکے
مطالبہ پر عذاب بھیجا دے"

ثنائی "جبکہ وہ جب وہ ہوا
الحکم میری طرف سے قسم کھانے پر
آمادگی ہے۔ تو پھر کیا یہ سوال بے جا
ہے۔ کہ عذاب کی تعیین کرالی جائے
کہ وہ عذاب کیا ہوگا؟ اسی لیئے میں پوچھتا
ہوں۔ کہ حلف اٹھانے پر میرے لیئے

عذاب کی تعیین کر دیجئے"۔ الحدیث
۱۹ اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۵ کالم دوم
"اور اس کی تفصیل اور تشریح پہلے
کر دیجئے" الحدیث ۲۹ مارچ ۱۹۱۱ء
صفحہ ۱۰

احمدی اس تمہاری عذاب
کی خواہش کا جواب تو خداوند کریم نے
تمہاری قلم سے ہی تفسیر ثنائی میں یہ دین
الفاظ لکھوا دیا ہے کہ "انکی بددیانتی
سنو کہ آئے دن کہتے ہیں اس نبی پر اس کے
رب کیطرف سے ہماری خواہش کے
مطابق جیسا ہم کہیں کوئی نشان
کیوں نہیں اترتا۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
تو ان سے کہہ کہ نشان اور معجزات سب
خدا کے قبضہ میں ہیں کسی نبی اور پیغمبر کا
اس میں اجارہ اور زور نہیں۔ بے شک
خدا نشان اتارنے پر قادر ہے۔ جیسے
وہ پہلے تمکو نشان دکھاتا رہا اب بھی
دکھائے گا۔ لیکن بہت سے انہیں

نادان ہیں جانتے نہیں۔ کہ نشان نمائی
کے لئے بھی موقعے ہوتے ہیں۔
جنکو وہی خداوند تعالےٰ خوب جانتا
ہے۔ یہ کوئی مداری کا تھیلا نہیں ہے
کہ ایک (امرتسری) جاہل نے چاہا
مجھے (قسم کا نتیجہ بتاؤ (اور میرے لئے
عذاب معین کر دو۔ احمدی) دوسرے نادان
نے کہا مجھے کچھ دکھاؤ۔ تیسرے نے
کچھ اور ہی فرمائش ڈال دی۔ خدا
اس کی مصلحت اور حکمت کو خوب
جانتا ہے" صفحہ ۹ تفسیر ثنائی جلد ۱۳
کجھ اب بھی گھر پورا ہوا۔ یا نہیں؟
مسئلہ میں تو کوئی نشان
نہیں مانگتا۔ صرف اپنے لئے عذاب
کی تعین چاہتا ہوں۔ سو وہ میرے
لئے کر دیں۔ کہ کیا عذاب مجھ پر آئے گا
اور کب آئے گا۔ غرض تفصیل و تشریح
چاہتا ہوں یا اور کچھ نہیں!
احمدی تم عجیب احمق ہو

مدعی تو ڈبل مفسر قرآن ہونے کے بن بیٹھے
مگر سمجھ ایسی موٹی کہ عذاب کا تقرر بھی
اپنے لیئے چاہتے ہو جسکو کہ بطور نشان
صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے قرار
دوکہ اگر اس کے مطابق ہوا۔ تو مرزا صاحب
صادق ہونگے۔ ورنہ نہیں! پھر کہتے ہو
کہ میں نشان نہیں مانگتا۔ بلکہ عذاب کی
تفصیل و تشریح چاہتا ہوں۔ کہ کیا ہوگا
اور کب ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ اچھا سنو!
اس کا دوسرا جواب تمہاری عقل کیمطابق
بھی ہم دیتے ہیں۔ اسی اپنی تفسیر کا یہ مضمون
پڑھو۔ کہ

"وَاِذَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یَمَسُّھُمُ
الْعَذَابُ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ" یعنی
یعنے جو لوگ ہماری آیات کی تکذیب
کرتے ہیں ان کی بدکاری کی شامت
میں انہیں کو عذاب پہنچتا ہے۔ مگر ہاں
یہ بات بالکل صحیح ہے۔ کہ عذاب کا
بھیجنا۔ یا آیندہ کسی خبر کا بتلا دینا

(یا عذاب کا مقرر کر دینا۔ احمدی) خدا کے
اختیار میں ہے جب تک خدا نہ
بتلا دے کوئی نہیں بتلا سکتا۔ پھر
اے رسول جو لوگ (مکذب) تیری
جیسے۔ احمدی تجھ سے اس قسم کی
باتیں (کہ قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کیا عذاب
آئے گا۔ کب آئے گا۔ احمدی) جو خدا نے
اپنے قبضہ قدرت میں رکھی ہیں۔
پوچھیں۔ تو ان سے کہہ۔ کہ میں تمہیں
یہ نہیں کہتا۔ کہ میرے پاس اللہ
کے خزانے ہیں۔ اور نہ میں ان
بتلائے اس کے غیب جانتا ہوں
پھر اس قسم کے سوال تجھ سے
کیوں کرد" تفسیر ثنائی جلد سوم صفحہ ۲۱۲
سمجھے! اس جواب سے بھی تم کچھ
اپنے جاہلانہ سوال (تعیین عذاب و اطلاع
نتیجہ قسم) سے شرم آئی یا نہیں؟ امید
نہیں۔ کہ ایک بے وفا۔ اور بے حیا
مکذب شرارت خبث باطنی سے باوجود

لاجواب ہو جانے کے بارے ہے لیکن تمہاری
تو تمہاری اہل علم پر بخوبی ظاہر ہو گئی"۔

ثنائی "میری تفسیر کے
ان حوالوں سے تو بیشک ثابت ہوتا
ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے مکذبین یہود
سوالات کرتے تھے۔ اور حسب خواہش
خوشنشان۔ کے طالب ہوتے تھے
مگر قسم کا نتیجہ تو ان میں سے کوئی نہیں
پوچھتا تھا۔ کہ جس سے میرا یہ سوال
ان جیسا سمجھا جائے۔ میں تو صرف
خواہش نشان نہیں مانگتا۔ اللہ تعالیٰ
عذاب کی اپنے لیئے چاہتا ہوں۔ جو
ناواجب نہیں"۔

احمدی "یہ تمہاری حماقت
ہے۔ کہ اپنے سوال کو ان کے سوال
کے مشابہ نہیں جانتے اسمیں نفس سوال
سے مماثلت نہیں۔ بلکہ طرز سوال سے
تمہاری ان کے ساتھ پوری مشابہت
ہے۔ یعنے جیسی وہ نامعقول درخواست

کرتے تھے۔ جنکا تعلق نبوت و رسالت
سے نہیں تھا۔ ویسی ہی تم احمقانہ آرزو
تعیین عذاب کی پیش کرتے ہو۔ جسکا تعلق
صداقت و رسالت مسیح موعود علیہ السلام
سے نہیں۔ کیونکہ نزول عذاب و تعیین
عذاب منجانب اللہ ہوتا ہے جس میں
کسی شخص رسول کو دخل نہیں۔ لہذا تم نے
اپنے آپ کو اسلاف کے نقش قدم پر چلکر
اپنی ذلت کرائی۔ ورنہ بتاؤ۔ کہ تمہارا یہ
ایمان ہے۔ کہ خدا تعالیٰ جھوٹی قسم کھانے
والے کو بھی دنیا میں سزا دیتا ہے؟

ثنائی "میرا یہ ایمان نہیں
کہ خدا تعالیٰ جھوٹی قسم کھانے والے
کو سزا دیتا ہے۔ کیونکہ عدالتوں میں ہر
روز لوگ قسمیں کھا کر جھوٹ بولتے ہیں
لیکن ان کو منجانب اللہ کوئی سزا
نہیں ملتی۔ البتہ عدالت کو اگر علم ہو جائے
کہ کسی نے جھوٹا حلفی بیان دیا ہے۔ تو
وہ ضرور اس کو سزا دیتی ہے"۔

احمدی "یہ ایمان تمہارا یکطرفہ قسم کے متعلق ہے۔ یا بالمقابل کسے"؟

ثنائی "بالمقابل قسم تو مباہلہ ہوتا ہے۔ یہ ایمان یکطرفہ قسم کے متعلق ہے"!

احمدی "کیا بالمقابل جھوٹی قسم کھانے والوں کو دنیا میں منجانب اللہ سزا ملتی ہے"۔؟

ثنائی "ہاں! بالمقابل قسم کھانے سے کاذب پر ضرور دنیا میں عذاب آتا ہے"!

احمدی "جبکہ یکطرفہ قسم کھانے سے دنیا میں عذاب ہی نہیں ہوتا۔ تو تمنے کیوں ایسی قسم کا نتیجہ پوچھا اور کس لیئے تعیّن عذاب چاہا"؟

ثنائی "محض دفع الوقتی کے لیئے۔ اور جان چھڑانے کو"!

احمدی "اب دوسری شرط کی یہ تھی۔ کہ تمہارے مرزا صاحب کو مقابلہ میں کس غرض کے لیئے بلاتے تھے"؟

ثنائی "اس لیئے۔ کہ ان کے سوا جو قسم کھاؤں"!

احمدی "اس سے نتیجہ کیا"؟

ثنائی "حماقت"!

احمدی "تمہاری حماقت کی کوئی حد بھی ہے۔ کہاں تک اپنی حماقت کا اظہار کرتے جاؤ گے۔ آخر سمجھاؤ۔ تو سہی۔ کہ یکطرفہ قسم کھانے کے واسطے کیوں دنگل باندھنے۔ اور امرتسر یا بٹالہ میں آنے جانے کی ضرورت سمجھی گئی؟۔ کیا تحریری قسم بذریعہ اخبار یا اشتہار شائع کر دینی خلاف وعوت ایڈیٹر صاحب الحکم یا مرزا صاحب سلام مسنون علیہ کے تھی؟

**ثنائی** "اس سے تو فقط شہرت مطلوب تھی۔ دگر ہیچ"

**احمدی**۔ "دیکھو تم نے اول ہی دو جھوٹ بولے: ایک یہ کہ جو دعوت صراحتاً ایڈیٹر صاحب الحکم کیطرف سے تھی۔ اس کو حضرت مرزا صاحب کی جانب منسوب کیا دوسرا یہ کہ بالمقابل قسم کھا کر مباہلہ کرنے کا چیلنج تھا۔ اس کو یکطرفہ قسم کھانے کی دعوت ظاہر کیا۔ بتاؤ۔ کہ ایسے کاذب کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے"؟

**ثنائی** یہ جھوٹ نہیں بولا۔ یہ دونوں امر سچ ہیں۔ (۱) مرزا صاحب کیطرف اس دعوت کو اس لیئے منسوب کیا۔ کہ مرزا صاحب نے ۴ اپریل کے بدر میں لکھا ہے کہ "ہماری جماعت مثل بھیڑوں کے ہے۔ اور ہماری تابع ہے" پس ایڈیٹر الحکم بھی جماعتِ مرزا میں ہے۔ اور تابعدار مرید ہونے کی وجہ سے ایڈیٹر کا قول مرزا صاحب کا قول قرار دیا گیا۔ (۲) ایڈیٹر الحکم نے مباہلہ کرنے کا چیلنج نہیں دیا۔ بلکہ قسم کھانے کی دعوت دی تھی۔ اس لیئے اس کو یکطرفہ قسم کھا گیا نہ کہ مباہلہ "کیونکہ مباہلہ کے اصل معنی یہ ہیں۔ کہ فریقین بالمقابل ایک دوسرے کے حق میں بددعا کریں" بلفظہٖ مرقعہ اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۴"

**احمدی** "تمہارے یہ دونوں عذر نامعقول ہیں۔ جو الزام کو ثابت کرتے ہیں۔ سنو! جبکہ ایڈیٹر الحکم کا قول تمہارے قیاس و اجتہاد میں مرزا صاحب کا ہی قول ہے تو تمہاری اسی دلیل سے یہ بھی تو ثابت ہو گیا کہ اس قول کا مطلب و مفہوم بھی مرزا صاحب ہی کی منشاء کے مطابق ہونا چاہیئے۔ جبکہ بوجہ تابعدار مرید ہونیکے

ایڈیٹر الحکم کا کہنا عین تبوع کا کہنا ہی
تو تبوع نے کب اور کس جگہ تمکو یا
کسیکو یہ چیلنج دیا تھا۔ کہ یکطرفہ قسم
کھا کر پرکھ لو۔ پس حضرت مرزا صاحب
نے جیسا کہ تمہارے آریہ دوستوں کو
بالمقابل قسم کھا کر مباہلہ کرنے کا اپنے
رسالہ میں چیلنج دیا۔ ویسا ہی تابعدار
مرید نے اپنے آقا و مرشد کی نثار
کے مطابق تمکو بالمقابل مباہلہ کرنے
کی دعوت دی تھی۔ یہ کیونکر ہو سکتا
ہے۔ کہ مرید کا قول تو بوجہ اتباع
مرشد۔ مرشد ہی کا قول سمجھا جائے
لیکن میں اور مراد اس قول کے برخلاف
منشاء مرشد سمجھے جاویں۔ اگر اب بھی نہ سمجھو۔
تو سخت احمق ہو۔ رہا دوسرا عذر کہ
مباہلہ کا چیلنج نہ تھا۔ بلکہ قسم کھانے کی
دعوت تھی۔ اس کا جواب بھی تقریر
بالا میں بخوبی آگیا ہے۔ اور ایڈیٹر صاحب
الحکم کے الفاظ سے بدلالۃ النص ثابت

ہو گیا۔ کہ یہ دعوت مباہلہ تھی جیسا
کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ کہ لفظ
"کسکی" نے تمہاری نامعقولیت کو
کھول دیا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ تم
یہ جملہ اردو کا نہیں سمجھتے۔ جو ایڈیٹر
صاحب کے چیلنج میں صاف ہے۔
کہ "خدا تعالےٰ کسکی حمایت کرتا
اور کس کی قسم کو سچا کرتا ہے۔" کیا
یہ مقابلہ کی دعوت نہیں ہے۔ اور یہ
بھی تمنے جھوٹ بولا۔ کہ مباہلہ
میں بددعا ہوتی ہے۔ نہ کہ قسم۔ اگر یہ
تمہارا جھوٹ نہیں۔ تو ذرا اہلحدیث مورخہ
۱۹۔ اپریل ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۴ کالم اول
کی سطر ۲۳ کو پڑھکر سناؤ؟

ثنائی صاحب! میں پڑھتا
ہوں۔ وہ یہ ہے کہ "مباہلہ اس کو
کہتے ہیں۔ جو فریقین مقابلہ پر قسمیں
کھائیں۔" صفحہ ۴ سطر ۲۳ و ۲۴

احمد "یہ مباہلہ کی

تو سرانجام کس سے لکھی رہے؟"

ثنائی "میں سے"

لکھی رہے!

احمدی "یہ تحریف مانکر

بھی بالمقابل قسم کو مباہلہ نہ کہنا

غالباً اللہ جیسے راستگو کا ہی کام ہے جو

کاذب یقینی ہے۔ لہذا اس کے ماحول

ہونے سے انکار اپنی جہالت کا اقرار

نہیں تو اور کیا ہے"؟

ثنائی "میں تو بار بار کہہ چکا

ہوں۔ کہ دعوت مباہلہ نہیں۔ بلکہ یکطرفہ

قسم کھانے کو مجھے کہا گیا ہے۔ پھر اس کو

مباہلہ کہنا مرزائی دروغ ہے۔ ہر شخص

جانتا ہے۔ کہ عدالتوں میں ہر روز حلف

اور قسم ہوتی ہے۔ لیکن مباہلہ اس کو کوئی

نہیں کہتا۔ اہلحدیث ۱۹۔ اپریل ۱۱ء

صفحہ ۴"

احمدی "دیکھو۔ حواس باختہ

ہو کر نہ بولو۔ ہوش کر کے جواب دو

اور یہاں امرتسر میں تو ہر شخص جانتا ہے

کہ دعوت مباہلہ کی تھی جس کو

تم نے "دعوت" انکیزوراز نام

سے لکھا ہے۔ اور جس کے متعلق

تسلیم کر لیتے ہیں۔ اور نہ ہی کسی

نے بالمقابل قسم کھانے کی تصریح

کی ہے۔ باوجود ان تصریحات کے

جو خود حکم کے مضمون میں موجود ہیں

اس کو یکطرفہ قسم کہنا۔ اور عدالتوں

والی قسم سمجھنا۔ یہ تمہاری ایمانداری

جو عدالت میں بمقدمہ کرم الدین زیر دفعہ

کذاب حلف کے ذریعہ ظاہر ہو چکا

ہے۔ اسی بنا پر تو تم یکطرفہ جھوٹی قسم

کھانے پر دلیر ہو۔ جبکہ آزما چکے ہو

کہ عدالت میں جھوٹ بول کر اور قسم

کھا کر گواہی دینے پر کوئی عذاب الٰہی

نازل نہیں ہوا۔ تو چلو یہاں بھی ویسی

ہی قسم کھا کر صداقت کی تکذیب کر دو

بگڑتا ہی کیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہود یانہ

شہرا ہوتا ہے نتیجہ قسم پر چیز زیادہ
اس غرض سے کہ ایسی چھوٹی قسم کا نتیجہ
کا نتیجہ دیا ہے تو کوئی ہوگا نہیں کیونکہ
ایسے کاذبوں کے لیے تو دار الآخرت
ہی مواخذہ ہے اسلئے جاہلوں میں
خوب بن آئے گی۔ کہ ثناء اللہ نے قسم
کھانے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ مگر مرزا صاحب
نے نتیجہ قسم نہیں بتایا۔ اس لیئے اُس نے
قسم نہیں کھائی۔ اور یہ کس نے پوچھا
ہے۔ کہ ثناء اللہ کا نتیجہ قسم دریافت کرنا
خلاف شریعت تھا۔ یا یکطرفہ قسم پر مستعدی
دکھانا۔ باوجود مرزا صاحب کی جانب سے
ایسی قسم کی پہلے ہی کئی بار تردید ہو چکنے
کے خلاف دیانت کر اسی بنا پر تو امرتسر کی
یہ خودسری تھی۔ پس اب ہم ثناء اللہ سے
پوچھتے ہیں۔ کہ اس تمہاری عدالتوں
والی یکطرفہ قسم کی کیا مرزا صاحب ۴
نے تمہارے بڑے بھائیوں قادیان
کے آریوں کے مقابلے میں پہلے سے

تردید نہیں کر دی تھی؟

ثنائی "سچ ثنائی آریوں
کو تو مرزا صاحب نے یہ لکھا تھا۔
کہ میری طرح قسم کھاویں۔ اور میری قسم
کے مقابل پر قسم کھاویں۔ اکثر لوگ دو و
آنے لیکر عدالتوں میں گواہی کے وقت
جھوٹ کی نجاست کھا لیتے ہیں۔ تمام
مدار ایسی قسم پر ہے جو میں نے لکھی
ہے" رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم
صفحہ ۲۸ کہیں تو نہیں لکھا!

احمدی "نہیں اس کے
خلاف ہی کہاں لکھا ہے۔ اور کس نے
لکھا ہے؟ کہ عدالتوں کی طرح قسم کھا
تکذیب کرو"؟

ثنائی "گو مجھے کہیں
نہیں لکھا۔ مگر میں تو یکطرفہ ہی قسم کھانے
کو بعد دریافت نتیجہ قسم آمادہ ہوا تھا
نہ کہ مباہلہ پر!

احمدی "دیکھو تم پہلے دو

جھوٹا بولتے ہو۔ کہ یہ یک طرفہ
قسم کی دعوت تھی۔ اور میں عدالتوں
جیسی قسم کھانے پر آمادہ تھا۔ اس کو
مباہلہ نہیں کہتا۔ پھر تم نے اس کو مباہلہ
بھی قرار دے لیا۔ یہ جھوٹ
کیوں بولا؟"

"ثنائی" میں نے اس کو
کبھی مباہلہ نہیں کہا۔ مرزا صاحب
ہی اس کو مباہلہ کہتے ہیں۔ اور اپنی
صریحی کذب بیانی سے مخلوق کو دھوکہ
دیتے ہیں۔ میں نے حلف اٹھانا کہا ہے
مباہلہ نہیں کہا" بلفظہ الحدیث ۱۹ر
اپریل ۱۱ء صفحہ ۴۔

## احمدی

بڑا ہی بے حیا اور بے خطا ہے ہوا
تو ہے ** خدا جانے کہ جن ہے
دیو ہے شیطاں ہے۔ کیا تو ہے
او ظالم۔ خود مفتری اور کذاب ہو کر
صادق کی تکذیب کرتا ہے۔ اور ہمیں

شرماتا نہیں۔ اگر تو نے اس کو مباہلہ
نہیں کہا۔ تو اپنے اسی مضمون کا نمبر
۲۶ مندرجہ صفحہ ۷ تو پڑھ کر سنا؟"

"ثنائی" میں پڑھتا ہوں
اسمیں کیا ہے۔ سنئے! مرزا صاحب
نے مجھکو لکھا تھا۔ کہ

"اگر آپ اس پر راضی ہیں کہ
بالمقابل کھڑے ہو کر زبانی مباہلہ
ہو۔ تو پھر آپ قادیان میں آسکتے ہیں
لیکن یہ امر ضروری ہوگا۔ کہ مباہلہ
ہونے سے پہلے فریقین میں شرائط
تحریر ہو جاوینگی۔ اور الفاظ مباہلہ
تحریر ہو کر فریقین کے دستخط
ہو جاوینگے۔" ۱۵ر اپریل ۱۱ء

اس کے جواب میں نمبر ۲۶ میں نے
یہ کہا کہ "بے شک الفاظ مباہلہ
مقرر ہو چکے ہیں۔ جنپر ہمنے تمہارے
ہی منقولہ مضمون میں خط دیدیا ہے
جنکو تم نے بھی منظور کر لیا ہے" بلفظہ

الحدیث ۱۹ر اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۷ سطر ۲۱ و ۲۲ "کہیئے! اس میں کس جگہ میں نے یکطرفہ قسم کھانے کو مباہلہ کہا ہے۔"؟

**احمدی** "وہ کونسے الفاظ مباہلہ ہیں۔ جن پر تم نے خط دیدیا ہے اور کس کے مجوزہ ہیں"؟

**شنائی**۔ "وہ یہ ہیں۔ کہ

"ہم حلفیہ کہدیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ہم خدا کیطرف سے مامور نہیں جانتے۔ بلکہ اعلاء درجہ کا جھوٹا۔ مکار۔ فریبی ہے اور اس کی کوئی پیشگوئی خدائی الہام سے نہیں ہے۔" بلفظہ الحدیث ۹ر اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۷ کالم دوم اور میرے ہی مجوزہ ہیں۔"

**احمدی** "تم نے یہ الفاظ زیر خط مباہلہ کرنے کے لیئے تجویز کئے تھے۔ یا یکطرفہ قسم کھانے کو"؟

**شنائی** "یہ الفاظ مباہلہ کے لیئے ہیں۔ جیسا کہ نمبر ۲۶ میں میں نے جتلایا ہے۔ یکطرفہ قسم کے لیئے نہیں"

**احمدی** "دیکھو یہاں تم چاروں شاہد جمع ہو گئے۔ یا تو حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی طرف بیحیائی و بے باکی سے بہر خطاب کرتے تھے کہ میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے۔ مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں۔ دروغگوئی سے کام نہ لیجئے۔ یہ تو صاف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا" الحدیث ۹ر اپریل صفحہ ۴ کالم اول و دوم یا حسب مثل مشہور کہ دروغگو را حافظہ نباشد اسی مضمون میں نمبر ۲۶۔ یہ کہکر خود ہی اس کو مباہلہ مان لیا۔ کہ بے شک الفاظ مباہلہ مقرر ہو چکے ہیں" صفحہ ۷ اور جن الفاظ کو زیر خط نقل

کرکے مقرر شدہ کہا گیا ہے۔ وہ لپٹنے
ہی مجوزہ الفاظ ہیں جو ۲۰ مارچ ۱۸۸۷ء
کے الحدیث میں جواب دعوت اخویم
ایڈیٹر صاحب الحکم بحیال خود یکطرفہ
قسم کھانے کے واسطے مقرر کئے تھے
بتاؤ۔ اب کون جھوٹا۔ فریبی۔ مکار بدکار
ناہنجار۔ اور کذاب ثابت ہوا۔ وہ جس نے
کہ شروع مضمون میں اس کو یکطرفہ قسم
کھانا۔ اور اس وجہ سے کہ مباہلہ کہنے
سے انکار کرنا لکھا تھا اور آخر میں بھی خود
ہی اس کا نام مباہلہ رکھدیا تھا جو شروع
سے ہی مباہلہ پر آمادہ اور بالمقابل قسم
کھلانے پر مستعد ہے۔؟

ثنائی۔ ابھی میں چت
نہیں ہوا۔ صرف زمین پر منہ کے بل
گرا ہوں۔ کیونکہ میں نے تو ہرگز نہیں
یکطرفہ قسم کو مباہلہ نہیں کہا۔ بلکہ مرزا
صاحب کے ارشاد کے موافق ہی قادیان
میں بالمقابل قسم کھانے کا نام مباہلہ
رکھا ہے"!

احمدی۔ یہ تمہاری
چالاکی ہے۔ کہ پیچھا چھڑانے کی غرض
دینا چاہتے ہو۔ اگر قادیان میں بالمقابل
قسم کھانے کا نام مباہلہ رکھتے۔ تو
الفاظ زیر شرط کو جو یکطرفہ قسم کے لئے
خود تجویز کئے تھے۔ الفاظ مباہلہ
نہ قرار دیتے بلکہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے الفاظ کو جو آیہ مباہلہ
لعنۃ اللہ علی الکاذبین پر مبنی ہیں الفاظ
مباہلہ لکھتے۔ پس یہ تمہارا مصنوعی کذب
ہے۔ کہ حیلہ بہانہ کرکے اپنا چت ہونا
نہیں تسلیم کرتے۔ اور اس کو صرف گرنا
بتاتے ہو۔ مگر ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ
تمہارا چت ہونا ہی جب تک زبان
سے نہ کہلوا دیں۔ پیچھے سے نکلنے نہ
دینگے۔ اگر تم اس گرفت سے نکلنا
چاہو۔ تو یہ محال ہی نہیں۔ بلکہ ممکن ہے
دیکھو اب دوسری پکڑ سے تمکو زمین

کے ساتھ ملاتے ہیں۔ کہ پھر اٹھ ہی
نہ سکو۔ اچھا ذرا اپنے مرقع ماہ اگست
کے صفحہ ۵ کی سطر ۱۹ و ۲۰ تو پڑھ کر
سنا دو۔" ؟

ثنائی۔ اسمیں کیا ہے
وہ بھی پڑھ ہوا لو۔ سنو! میں نے
مرزا صاحب کے اعلان بار دوم کے
جواب میں لکھا ہے۔ کہ

"تمہارے مقابلہ پر اگر حلف
اٹھائی جاوے۔ تو نتیجہ کیا ہوگا جس کا
جواب تم نے آج تک کچھ نہ دیا اور آپ
دوسرے لباس میں جلوہ آرا ہوئے"

بخطہ مرقع صفحہ ۵

بھلا اس سے کیا ثابت ہوا؟

احمدی اس سے یہ
ثابت ہوا۔ وہ ابھی معلوم ہوا جاتا ہے
بھلا یہ تو بتاؤ۔ کہ مقابلہ پر حلف اٹھانے کا
نتیجہ تم نے کب پوچھا تھا؟

ثنائی "البدیت" مورخہ
۱۹۔ اپریل میں پوچھا ہے۔ کہ "آپ نے
ہمکو قسم کھانے کے لیئے کہا۔ ہم نے
آپ کی دعوت قبول کی۔ مگر اس شرط
پر کہ اس حلف کے نتیجے سے اطلاع
دیں۔" صفحہ ۶ کالم دوم

احمدی اوکاذب!
البدیت مورخہ ۱۹۔ اپریل میں تو بالمقابل
قسم سے انکار کر کے یکطرفہ قسم کا نتیجہ
پوچھا ہے۔ اور کھول کر لکھا ہے کہ
"میں نے حلف اٹھانا کہا ہے
مباہلہ نہیں کہا" کیونکہ "مباہلہ
اس کو کہتے ہیں جبکہ فریقین مقابلہ
پر قسمیں کھائیں۔" اور مرقع میں اس
یکطرفہ قسم کو بالمقابل قسم کا نتیجہ پوچھنا
لکھکر اس جلسہ درد تگوں کی ذکر
چونکہ تم لوگ ہوائی گھوڑے چلایا
کرتے ہو۔ اس لیئے ضرورت محسوس
ہوئی۔ کہ تم سے پوچھ لیا جاوے
کہ تمہارے مقابلہ پر اگر حلف اٹھائی

جاوے۔ تو نتیجہ کیا ہوگا" صفحہ ۵ دیکھ تو
ظالم اس سے زیادہ تیری پردہ دری
کیا ہوگی۔ کہ اول تو مقابلہ پر قسم کھانے
جس کا نام مباہلہ ہے۔ ڈر کر یکطرفہ
جھوٹی قسم جیسی کہ عدالتوں میں ہوتی
ہے۔ اور خود بھی کھا چکا ہے۔ کھانے
پر آمادگی ظاہر کرتا ہے۔ وہ بھی اس
شرط پر کہ اس کے نتیجہ سے پہلے
اطلاعدیں۔ ورنہ اس سے بھی انکار
ہے۔ اور پھر فی چاکر لکھتا ہے کہ ہمنے
مقابلہ پر قسم کھانے کا نتیجہ پوچھ لیا تھا
لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ الغرض ان
الجائیں ص ۹

صفحہ خوشحد و کذاب و شقی
در کمین دارد تجھے پیر و جفر تو زمانہ
بین نہ ہوگے زنہار"۔ بول! اب
بھی چیت ہوا یا نہیں"

## شنائی

"چیت ہونیکا اقرار تو مینے کرتا نہیں۔ چاہے تم کتنا ہی زور لگالو۔ کیونکہ میں ملا ہوں" اور ملا ان باشد کہ چپ نہ شود" تفسیر ثنائی جلد ۱ حاشیہ صفحہ ۶۲ پس میں تو کوئی نہ کوئی حیلہ کرتا ہی رہونگا۔ یہاں مقابلہ پر حلف اٹھانے کا نتیجہ ہی پوچھا ہے۔ اور تو کچھ نہیں۔ ۱۹ اپریل کے اہلحدیث میں بھی حلف اٹھانے کا نتیجہ پوچھا تھا۔ گو وہ یکطرفہ قسم کے متعلق تھا۔ اگست کے مرقع میں مقابلے والی قسم کا نتیجہ پوچھ لیا۔ تو کہ کیا ہوا۔ پوچھا۔ تو پھر جان نتیجہ ہی ہے۔ یکطرفہ قسم کا پوچھا تب کیا۔ اور اگر بالمقابل کا پوچھا تب کیا۔ بات ایک ہی ہے"

## احمد

نہ کلام آؤ یہاں کچھ بھی تری تردید ہے ما
لا کہ اپنے ہاتھوں آپ تو نے گال پر کھایا
"یہ تیرا خذلہ اللہ تعالیٰ جہنکو ابولفضول
ثابت کر رہا ہے۔ یکطرفہ قسم کا نتیجہ پوچھنا
شرارت تھی۔ اور بالمقابل قسم کا نتیجہ دریافت

کرنا جہالت مع ثبوت ضلالت ہے
کیونکہ بالمقابل قسم کھانے کو مباہلہ
کہتے ہیں۔ اور مباہلہ کا نتیجہ پوچھنا عجز
کاذب۔ دروغگو۔ متقی امرتسری دجال
اکبر کے دوسرے کا کام نہیں جو
خود ہی اہلحدیث مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء
میں لکھتا ہے۔ کہ "نمبر ۱۳۔ اگر مباہلہ
ہوتا۔ تو شاید (نتیجہ پوچھنے کی) ضرورت
نہ ہوتی۔ مگر مباہلہ تو ہے نہیں۔ بلکہ میری
طرف سے (یکطرفہ) قسم کھانے پر آمادگی
ہے۔ اس لیئے اس عذاب کی تعیین۔
کرا لینا آیت مباہلہ کے خلاف نہیں"
بلفظہ صفحہ ۵ کالم دوم اب بول کہ یکطرفہ
قسم کھانا اور بالمقابل قسم کا نتیجہ پوچھنا ایک
ہی بات ہے۔ یا دو باتیں ہیں؟ اور سنا
اب کچھ چھپتا ہوا یا نہیں؟
ثنائی "چھپا تو نہیں ہوا
الہام پیشگوئی میں لگ گئی ہے منہ
ایک اور جواب مجھے اس وقت الہاماً

ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مرزا آتھم
میں جو بالمقابل قسم کا نتیجہ پوچھا ہے یہ
کاتب کی غلطی سے شاید لکھا گیا۔ اور
میری نظر سے نہیں گذرا"!

احمدی

ہوئی ہے خبط تیری عقل بوالوفا اسجا
ہیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

او موذی! ہمیں بھی انشاء اللہ تیری
زبان سے چت ہونیکا اقرار کرانا ہے۔
ذرا دیکھنا جی۔ کہ کیا تیری گت بناتا ہوں
تیرے اس سہو کاتب والے جھوٹ کو
بھی مان لیا جائے۔ تو ہم مرتے گذشتہ کا
صفحہ ۱۳ الاصفحون پیش کرتے ہیں
کہ اس کو پڑھ کر بتا یہ تو سہو کاتب ہے
نہیں؟

ثنائی "لو میں اسے بھی
پڑھ سناتا ہوں۔ اس میں لکھا
ہے کہ لوگو سنو۔ وہ یہ ہے کہ جب
مرزا صاحب نے میری جان لینے کو

آخری فیصلہ کا استہزار دیا تو مینے
جہاں سچا یہ کہ اس کے جواب میں لکھا
کہ چند دنوں کا ذکر ہے کہ آپ نے مجھے
مباہلہ کے لئے بلایا۔ میں جب آؤنگا
ظاہر کی۔ اور لکھا۔ کہ میں آپ سے مباہلہ
کرنے کو طیار ہوں۔ بشرطیکہ آپ
اس مباہلہ کے نتیجہ سے مجھے اطلاع دیدیں
تا سنکر بن۔ کہ فیصلہ بتادے کہ اس
مباہلہ کے بعد کونسا فریق ہلاک ہوگا"۔ بلفظہ
مرقومہ اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۳

احمد اسمیں تو نے
تین امر بیان کئے ہیں جو حسب ذیل ہیں

**اول** مرزا صاحب نے مجھے مباہلہ
کے لئے بلایا۔

دوم میں نے آمادگی ظاہر کی کہ میں
مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔

سوم اگر مباہلہ کے نتیجہ سے پہلے اطلاع
دیدوں۔

اب گواہوں کا ثبوت دینے سے پہلے

تو یہ بتا۔ کہ مرزا صاحب نے تجھے کب
مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔

## نشانی کا مانگنے کے الحکم

اور ۴ اپریل ۱۹۰۰ء کے بدر میں مجھے
مرزا صاحب نے مباہلہ کے لئے بلایا!

## احمدی "الحکم" اول و ثبوت

کہ تو تم پر ثابت ہو چکے ہو۔ کہ وہ یکطرفہ قسم
کی تھی۔ اور اس کا نام مباہلہ رکھنے والے
کاذب ہیں۔ الحدیث ۱۴ اپریل ۱۹۰۰ء
اور وہ کتنی بھی ایڈیٹر صاحب الحکم بیٹھ
ہے: وطن ۲۶ اپریل ۱۹۰۰ء صفحہ ۱۱ پر
بھلا وہ مرزا صاحب کی طرف سے دعوت
مباہلہ کیونکر ہوتی؟ اب رہا ۴ اپریل
والے بدر کا صفحہ۔ سو اس کو تم اپنی
۲۹ مارچ والی تحریر کی منظوری سے
موسوم کر چکے ہو۔ جیسا کہ تمنے لکھا ہے کہ
"بات تو صرف اتنی ہے کہ آپ کے
اخبار (الحکم) میں مجھکو یکطرفہ قسم کھانے
کی بابت کہا گیا۔ میں نے ۲۹ مارچ

کے اہلحدیث میں شائع) منظور کیا اب
اس کے بعد ۴۔ اپریل کے بدر میں)
میری اس تحریر کی منظوری دی
ہماری تجویز (یکطرفہ قسم کھانے کی)
کو منظور کرنا۔ گویا ہماری (نتیجہ قسم
بتلانے والی) شرط کو بھی منظور کرنا
ہے" اہلحدیث ۱۹۔ اپریل ۱۹۴۱ء صفحہ ۶
کالم ۲ و ۳ سطر ۳ **لغایت**
دیکھا۔ کیسا صاف بیان ہے
کہ جس بدر والے مضمون کو تم نے
اپنی یکطرفہ قسم والی تجویز و شرط
کی منظوری قرار دیا ہے۔ نہ کہ مرزا
صاحب کیطرف سے کوئی دعوت
مباہلہ ذرا دوبارہ اپنا جواب بدر خط
کو پڑھکر بتاؤ۔ کہ حضرت مرزا صاحب
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کب مباہلے
کے لئے تمہیں بلایا۔ اور یہ سمجھ لو
کہ فتح سے جو عبارت ہے نے نقل کی
ہے۔ اس میں بجز ۱۷۔ مارچ کے

احکام اور ۴۔ اپریل کے بدر والے
مضمونوں کے اور کسی دوسرے
مضمون کیطرف اشارہ نہیں۔ اور ان
ہر دو اخبارات کی تحریروں کو تم
دعوت یکطرفہ قسم و منظوری تجویز
خود بتا چکے ہو۔ لہٰذا تمہارے مفتری و
کذاب ہونے کے علاوہ یہ امر بپایہ
ثبوت پہنچ گیا کہ جس کو تم نے یکطرفہ
قسم کہکر مباہلہ نام رکھنے سے انکار
کیا تھا۔ اسی کو دروغگوئی سے مباہلہ
کہدیا۔ اور یہی ثابت کرنا اس مقام
پر ہمارا مقصود تھا۔ آگے اس دوسرے
دعوے کا ثبوت دو کہ میں نے آمادگی
ظاہر کی۔ اور لکھا۔ کہ میں آپ سے
مباہلہ کرنے کو طیار ہوں" فتح صفحہ ۱۱
کب تم نے آمادگی ظاہر کی؟

**ثنائی** "یہ آمادگی بذریعہ
اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۹ اپریل سنہ
ظاہر کی گئی تھی۔ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۲

جہاں پر لکھا ہے کہ "ہم قسم کھانیکو
طیار ہیں۔ مگر پہلے یہ بتادو۔ کہ اس قسم
کا نتیجہ کیا ہوگا۔" سطر ۲۳۔

احمدی

ہر بات عدو کی ہے مری عقل سے
باہر لے جلد تو فصد اس کی
لے فساد کدھر ہے

سوال تو ہے مباہلہ پر آمادگی
سے۔ اور جواب ملتا ہے۔ قسم کھانے
پر طیاری کا۔ او بدبخت! بجائے
آمادگی بر مباہلے کے تو نے تو اسی
اہلحدیث میں یہ لکھا ہے۔ کہ "یہ نہیں
کہ میں مباہلہ سے ڈرتا ہوں۔ بلکہ آپکو
راست گوئی کا سبق دینا چاہتا ہوں۔ کہ
میرے مقابلے پر کذب بیانی نہ کیا
کریں۔ میں نے جو کہا ہے۔ وہی میری
طرف نسبت کیجئے۔ میں نے حلف
اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا۔"
اہلحدیث ۱۹۔ اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۴

دیکھو! اسمیں مباہلے سے گریز
و فرار ہے۔ یا مباہلہ پر آمادگی کا
اظہار"؟

ثنائی "آپ سمجھے نہیں
اسی کا نام مباہلے پر آمادگی ہے۔
قسم کھانا بھی تو مباہلہ ہی
ہے"!

احمدی

منکر امرتسری نیرانہیں تا فنی کوئی
بے حیائی کج ادائی تجھ پہ ساری ختم ہے

او منحوس! اب قسم اور مباہلہ
کو ایک ہی بیان کرتا ہے۔ حالانکہ
مذکورہ صدر عبارت کے قریب ہی
تو نے یہ لکھا ہے کہ "قسم اور ہے
مباہلہ اور ہے۔ قسم کو مباہلہ کہنا
آپ جیسے راستگوؤں ہی کا کام ہے
اور کسی کا نہیں۔" اہلحدیث ۱۹۔ اپریل
۱۹۱۱ء صفحہ ۴ کالم دوم۔ بتا۔ اب
قسم کو مباہلہ کہکر تو انجمن کا ذہین کا

ممبر کذاب اکبر ثابت ہوا یا
نہیں"؟

ثنائی "خیر ایک جگہ
غلطی سے میں نے قسم کو سب لکھ
کہہ دیا ہوگا۔ اس سے چنداں نقصان
نہیں۔ کیونکہ جھوٹ بولنے والا بھی
متقی اور حنفی تو ہو سکتا ہے۔ پھر
خاص کر کے مسیح موعود کے مقابلہ
میں تو میرا حق بھی ہے۔ کہ میں جھوٹ
بول کر بھی اپنا کام چلاؤں"

احمدی

ثناء اللہ تو مبتلا ہے حماقت اور
جہالت کا ۔ ۔ ۔ بیان میں کیا
کروں تیری شرارت اور ضلالت کا
او خناس! یہ شیطانی
مذہب تو نے کہاں سے حاصل کیا
کہ کذب و تقوے کو ملا کر کہا کذب متقی
بن بیٹھا تیسرا ہی اس شدیدہ منتہا کا۔ کہ
کذاب بھی متقی ہو سکتا ہے ہم دوسری

موقعہ پر انشاء اللہ دندان شکن الیسا
جواب دیں گے۔ کہ تیرے اذکار
کذب کے تمام بخیے ادھڑ جائیں گے
ذرا صبر کر۔ اور میرے اس کا جواب
دے۔ کہ مباہلے کے نتیجے سے پہلے
اطلاع دینا "کیا مباہلہ کا بھی پہلے
نتیجہ پوچھنا ضروری ہے"؟

ثنائی "ہاں ضروری ہے
کیونکہ مرزا صاحب معمولی واقعات
کو اپنے پیشگوئی کی صداقت بتلا
کرتے ہیں۔ اس لیئے خطرہ ہے۔ کہ
کہیں مجھے ذکام ہو۔ یا کھیر کھوئے
تو وہ اپنی صداقت کا آسمانی ہاتھوں
سے بالاتر نشان بنا لیں" اہلحدیث
۱۹ اپریل ۱۹۰۰ء صفحہ ۷ کالم دوم
اس لیئے مباہلہ کا نتیجہ پوچھا گیا
تھا۔

احمدی

ترا یہ وسوسہ اس شیطان کے مقابل ہے

ممبر کذاب اکبر ثابت ہوا یا نہیں"؟

ثنائی "جبہ ایک جگہ غلطی سے میں نے قسم کو مبالہ کہہ دیا ہوگا۔ اس سے چنداں نقصان نہیں۔ کیونکہ جھوٹ بولنے والا بھی متقی اور جنتی تو ہو سکتا ہے۔ پھر خاص کر کے مسیح موعود کے مقابلہ میں تو میرا حق ہی ہے۔ کہ میں جھوٹ بول کر بھی اپنا کام چلا لوں"

احمدی

ثناء اللہ تو مبتلا ہے حماقت اور جہالت کا ۔۔۔ بیان میں کیا کروں تیری شرارت اور ضلالت کا

او خنّاس! یہ شیطانی مذہب تو نے کہاں سے حاصل کیا کہ کذب و تقوے کو ملا کر کاذب متقی بن بیٹھا تیری اس شیطنت کا۔ کہ کذاب بھی متقی ہو سکتا ہے۔ ہم دوسری موقعہ پر انشاء اللہ دندان شکن الیسا جواب دیں گے۔ کہ تیرے اوسان کذب کے تمام پنجے اوہڑ جائیں گے

فوا صبر کر۔ اور میرے امر کا جواب دے۔ کہ مباہلے کے نتیجے سے پہلو اطلاعدیں "کیا مباہلہ کا بھی پہلے نتیجہ پوچھنا ضروری ہے"؟

ثنائی "ہاں ضروری ہے کیونکہ مرزا صاحب معمولی واقعات کو اپنے پیشگوئی کی صداقت بتلایا کرتے ہیں۔ اس لیئے خطرہ ہے۔ کہ کہیں مجھے ذکام ہو۔ یا کھیر پھیکے تو وہ اپنی صداقت کا آسمانی ہاتھوں سے بالاتر نشان بنالیں" اہلحدیث ۱۴ اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۷ کالم دوم

اس لیئے مباہلہ کا نتیجہ پوچھا گیا تھا۔

احمدی

نرا پدر سوء اس شیطان کے مقابل ہے

تری تقریر باطل ہے تری تحریر باطل اے
او کمبخت۔ اسی مضمون میں نمبر ۱۳
تو نے یہ لکھا ہے کہ "اگر مباہلہ ہوتا۔
تو شاید (نتیجہ پوچھنے کی) ضرورت
نہ ہوتی۔ مگر مباہلہ تو ہے نہیں" صفحہ ۵
اب مباہلہ کا ہی نتیجہ پوچھنے لگ گیا
تف ہے تیری اس لیاقت پر۔ بول
اب تو چاروں شانے چت ہوا یا نہیں
ورنہ پھر تیری چھاتی میں میخ گاڑ کر تجھ
زمین سے ملا دوں تب ہی مانے گا
"شنائی" میں چت ہونے کا
اقرار ہی نہیں کرونگا۔ تو تم کیا کر لوگے؟

احمدی

لے دیکھ کے ہاتھ میں ہے حامد
ہر کار ۔ اس دم عوض میں تیغ رواں
کلک رواں ہے۔

اب میں تیرے سینہ کو زمین
سے لگا کر اوندھا منہ کے بل گرا
ہوں۔ تاکہ ہمارے ناظرین تیری

پیٹھ کو دیکھ لیں۔ کہ چت ہونے کا
نشان اس پر لگا ہوا ہے۔ اور وہ تمام
خاک آلودہ ہے۔ یا نہیں۔ دیکھ مرتع
والے تحریر سے تو نے سہو کاتب
کہکر جان چھڑائی۔ اور اسی مرتع سے
جب دوسرے مقام پر تیرا صاف
صریح مباہلہ کا اقرار دکھایا۔ تو اس کو
بھول کر لکھ دیا۔ تو نے بتایا۔ اگر پہلا
اقرار سہو کاتب سے تھا۔ اور دوسرا
سہو کاذب سے تو براہ مہربانی اپنا اعمال نامہ
مورخہ ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء کا صفحہ اول تو
سناؤ؟

"شنائی" کہیں سے پٹ ہوا لو
تمہارا ادعا تو ثابت ہو ہی چکا ہے۔ اگر
میں ماننے والی کھوپری کب ہوں نہ
مجھ کو شرم ہے نہ حیا تو پھر مجھے
کس کی پروا۔ لو میں پڑھتا ہوں سنو
میں نے صاحبزادہ مبارک احمد
خلف اصغر مرزا صاحب کی وفات

دیکھ لیگا۔ تھا۔ کہ

"ہمارے ناظرین آگاہ ہونگے

کہ مرزا صاحب نے ایک دفعہ مجھکو

(بذریعہ اشتہار مورخہ ۱۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء احمدی)

مباہلہ کے لیئے بلایا تھا جس کے جواب

میں میں نے (بذریعہ الحدیث مورخہ

۲۹۔ مارچ ۱۹۰۷ء احمدی) لکھا تھا۔ میں

آپ سے مباہلہ کرنے کو

سرِ دست تیار ہوں۔ مگر یہ

بتلاؤ کہ اس مباہلہ کا اثر کیا

ہوگا۔؟ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین

بواو۔ دہابیو۔ آمین کیونکہ ۱۹۔ اپریل کے

الحدیث میں صاف لکھا ہے۔ کہ اگر مباہلہ

ہوتا۔ تو شاید (اثر پوچھنے کی) ضرورت

نہ ہوتی۔ مگر مباہلہ تو ہے نہیں۔ بلکہ آپ کے

حسب درخواست میری طرف سے قسم کھانے

پر آمادگی ہے صفحہ ۵ کالم دوم۔ احمدی)۔

آپ خدا سے دعا کر کے نتیجہ حاصل کریں

اور مجھے بتلادیں۔ کہ اگر میں آپ کے

سامنے جھوٹے پر لعنت کروں (یعنی

مباہلہ کروں۔ تو مجھ پر کیا اثر ہوگا۔ (بینوا

توجروا) پھر ہم لعنۃ اللہ الکاذبین

کہتے ہیں۔ تم زور سے کہو۔ آمین۔ کیونکہ ۱۹

اپریل ۱۹۰۷ء کے الحدیث میں تو یہ لکھا ہے۔

کہ ہم نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے۔

مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں۔ نہ میں نے

لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا لکھا تھا صفحہ ۵

اور یہاں یہ تمہارا بدحواس امرتسری خاں

بکتا ہے۔ کہ میں نے یہ کہا تھا۔ کہ اگر میں

لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہکر مباہلہ کروں۔

تو مجھ پر کیا اثر ہوگا۔ کالمذبوح تتلبسکتے

ہو۔ کہ یہ تضاد اور تخالف کیوں ہے ایک

ہی بیان میں اتنا اختلاف کیوں ہوا ہے

(بدفیہ اختلافا کثیرا۔ الحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء

صفحہ ۵ احمدی)

احمدی۔ ۵

دیکھ لو کیا چھپنا ہے کاذب امرتسری

احمدی نے کسطرح کردی ہے اپنی کرکری

بول اے اہلحدیث کے کودن! اس
بیان میں تو نے صراحتاً مان لیا ہے
یا نہیں۔ کہ جس کو ۱۹۔ اپریل کے اہلحدیث
میں یکطرفہ قسم کی دعوت لکھا تھا۔ اور
مباہلہ کہنے سے انکار کیا تھا۔ وہ مباہلہ
اور بالمقابل لعنت کرنے کی دعوت
تھی ؎

ہے اگر ہمت تو دے میرا جواب
ورنہ کاذب ہو گیا تیرا خطاب

؎ جواب اس کا تو اے اہلحدیث
یہ نہایت اس قدر کیوں خبیث

کچھ تو بول اے کاذب امرتسری
ہے خباثت کیوں تیرے دین ہی

دیکھ کر اپنا مرقع جون کا!
اپنا تھوکا اپنے اوپر تو لگا!

صادقوں کو بیحیا کہکر دہان
اپنی ذلت کو کیا تو نے عیان

؎ بے حیا ایمان بتایا ہے تجھے
جو مخالف قول کے اپنے کہے

ترنکب اس فعل کا جب ہو ذرا
بے حیا بنکر دیا تو نے دکھا

اب نہیں انکار کا کوئی مقام
ہو چکی بس آپ کی ترکی تمام

صادقوں کی دشمنی کی بیوفا
مل گئی دیکھ لے کیسی سزا

لعنۃ اللہ علیک ای عنی
اب نہ آنا کبھی منہ کالے کر

؎ بے شرم اور بیحیا کون ہے
وہی بے حیا ہے۔ جو اپنی تحریر (اہلحدیث مورخہ ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۷ء احمدی) کا آپ (مرقع اگست ۱۹۰۷ء احمدی) خلاف کہے۔ پھر اسے اپنے (مرقع اگست ۱۹۰۷ء احمدی) مخالف کلام کو (اہلحدیث مورخہ ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء۔ احمدی) بطور سند پیش کرے۔

؎ بیحیا ایسا کوئی نہیں کرتا
(احمدی) اک مگر امرتسری شیطان (احمدی)

من صفحہ ۱۰ (جو خیانت سے بھرا ہوا ہے۔ احمدی) مرتع جوان ۱۰ صفحہ ۱۳ - یہ کلام امرتسری ناظر جامے نے اخی المعظم حضرت مولوی محمد علی صاحب۔ ایم۔ اے۔ کی شان مبارک میں اپنی دنائت طبع سے لکھا تھا۔ جو خدا کے فضل سے اسی بد باطن پر الیا چسپاں ہوا ہے۔ کہ اس کا دل ہی جانے گا۔

بفضل خدا یہ بحث ہم نے اس حد تک پہنچا دی ہے۔ کہ ہر ایک عقل کا انسان بشرطیکہ وہ نیک طینت قرآنی متقی ہو۔ اس سے صحیح نتیجہ حاصل کر لیگا۔ مگر ہم اس خاطر ناظرین ذیل میں تمام تحریر کا ایسا خلاصہ نقل کر دیتے ہیں جس سے قند مکرر کا لطف آجائے۔

وباللہ التوفیق

# خلاصہ تمام بحث کا

یہ ہے۔ کہ سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فروری ۱۸۹۷ء میں بذریعہ اپنی نادر اور بے بہا تصنیف موسومہ بہ "قادیان کے آریہ اور ہم" چند نشانات صداقت بیان فرما کر ۱۰ صفحہ دلائل آریہ سکنائے قادیان کو بالمقابل قسم کھا کر مباہلہ کرنیکا چیلنج دیا۔ اور صاف الفاظ میں ان نشانات کے منجانب اللہ ہونے پر پہلے خود قسم کھائی۔ اور ویسی ہی قسم کھا کر تکذیب کرنے کے لیئے آریوں کو کہا۔ اور یہ بھی کھول کر بتا دیا۔ کہ معمولی یکطرفہ تکذیب یا قسم جیسی

کہ عوام عدالتون مین روز آنہ سے کر کہاتے رہتے ہین۔ کچھ
شے نہین۔ ہار فیصلہ بالمقابل قسم اور مباہلہ پر ہے۔ تاکہ خدا کا فیصلہ
صادق و کاذب مین تمیز کرا دینے کا صادر ہو اس رسالہ کی ایک کاپی ثناء اللہ کو بھی بھیجی گئی
اور ۱۷ مارچ ۱۹۱۷ء کے الحکم مین اسی رسالہ کی بنا پر امرتسری کو اپنی طرف سے یہ دعوت دی کہ اگر ثناء اللہ نے
بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا کوئی نشان نہین دیکھا۔ تو وہ بھی قسم
کھا کر یہ کہہ دے تا معلوم ہو جائے کہ خدا تعالیٰ کس کی حمایت کرتا ہے
اور کسکی قسم کو سچا کرتا ہے،، اس دعوت کا مطلب صاف تھا کہ
جس طرح حضرت مرزا صاحبؑ نے آریون کو چیلنج مباہلہ دیا ہے
کہ اگر وہ ان نشانات کے جو رسالہ مین درج ہوئے ہین۔ مکذب اور
منکر ہین۔ تو سفرپانہ تکذیب کو چھوڑ کر خدا کے حضور بشہادت
خدا قادر تو انا تکذیب کرین۔ تاکہ خدا تعالیٰ صادق و کاذب کا فیصلہ
کر دے) اسیطرح ایڈیٹر صاحب الحکم نے امرتسری آریہ کو دعوت
دی۔ کہ اگر اس نے صداقت مرزا صاحب کا کوئی نشان نہین دیکھا
تو وہ بھی آریون کیطرح بالمقابل قسم کھا کر معلوم کرلے۔ کہ اس کی
قسم سچی ہوتی ہے یا مرزا صاحب علیہ السلام کی۔ الحکم والی دعوت کا یہ
مطلب عینی ہے عینی اور کوئی سے کوئی بھی نہین سمجھ سکتا۔ کہ برخلاف
منشاء حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کیطرف قسم کھا کر اس طرح تکذیب کرنے
کی دعوت ہے۔ جسطرح لوگ ہر روز عدالتون مین حلف اٹھا کر جھوٹ
بولا کرتے ہین۔ اس صاف و صریح دعوت مباہلہ کو امرتسری مکذب

نے اس طرح ٹالا۔ کہ یک طرفہ قسم کھانے پر آمادگی ظاہر کی وہ بھی اس شرط پر کہ پہلے قسم کا نتیجہ بتاؤ کہ کیا ہوگا تب قسم کھاؤں گا۔ یہ جواب تو الحکم کی دعوت کا دیا۔ اور آگے چلکر اپنی جانب سے ایک چیلنج بھی دے دیا۔ کہ "مرزائیو! سچے ہو تو آؤ۔ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ" بھلا خدا کا برگزیدہ جری اللہ فی حلل الانبیاء ایسے موقعہ کو کہ ایک دشمن دین عدو مبین مورد لعنت اللہ علی الکاذبین مسیحیت و مہدویت کی صداقت پر جان قربان کرکے مہر کرنے کو تیار ہے۔ کب ہاتھ سے جانے دیتا۔ آپ نے فوراً امرتسر ہی یعنی کی اس دعوت مباہلہ کو لہ

(۱) مرزائیو! سچے ہو تو آؤ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔

(۲) انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں انجام اتھم میں مباہلہ کیلئے دعوت دی ہوئی ہے کیونکہ جب تک پیشگوئی سے فیصلہ نہ ہو سب است کیلئے کیا تمیز ہو سکتا ہے" اہل حدیث ۲۹ مارچ ۱۹۱۰ء بذریعہ اخبار الحکم مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۱۰ء منظور فرما کر شرائط مباہلہ کے متعلق لکھا کہ۔

"مباہلہ کی بنیاد جس آیت قرآنی پر ہے اس میں تو صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے اور اس جگہ خدا تعالیٰ نے لعنت کو تمام ان تمام عذابوں اور وبالوں کا رکھا ہے جو ایک مفتری کذاب پر ممکن ہیں کہ ان کے لائق ہوتے ہیں اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ صادق کاذب کے متعلق بھی

زمانہ بروقت امتحان اُن میں سے کسی کو خود دیکھ لیگا بیان
یہ ضروری ہے کہ مباہلہ کی تاثیر کا ذب کیلئے ایک ایسے رنگ
میں ظاہر ہو کہ جسکو دیکھکر ایک زمانہ بول اُٹھے کہ یہ ایک
صادق کی تکذیب کی سزا ہے معمولی تکلیفات یا کمزوریات کا
لاحق ہو جانا کوئی ایسا واقعہ تاثیر مباہلہ نہیں ہو سکتا۔ اہل حدیث
مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱ کالم ۲ -

اس جگہ حضور علیہ السلام نے جہاں تک کہ ایک صادق راست باز کو
خدائی قانون کے ماتحت رہکر کسی نافرمانی یا تکذیب آیات ربانی کے
نتائج بیان کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے وہاں تک تو کھول کر بتا دیا ہے
اب ایسی تشریح کے بعد ایک مکذب معاند کا یہی کہی جانا کہ
تم معمولی معمولی واقعات کو اپنی پیشگوئی کی صداقت بتلایا
کرتے ہو اس لئے خطرہ ہے کہ کہیں مجھے زکام ہو
یا نکسیر پھوٹے تو آپ اُسی کو اپنی صداقت کا آسمانی
نشان بنالیں گا بلفظہ اہل حدیث ۱۶ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱ کالم ۳
یہ ظاہر نہیں کرتا کہ فضول بکواس سے حیلہ سازی اور چالبازی کر کے دفع الوقتی
کے طور پر جان چھڑانیکو احمقانہ گفتگو کر رہا ہے - الحرض جونہی اللہ نے
جب اپنے شکار کی راہ ہر طرح بند کر دی تو بزدل لومڑی نے روبہ بازی
سے دوسرا پہلو بدلا کہ - اوّل تو اپنی دعوت کی قبولیت کو بڑی جانب
حضور مغفور ظہور میں آئی یہ کہکر ٹالا کہ -

(ا) مینے آپ کو مباہلہ کے لئے نہین بلایا۔

(ب) مینے تو قسم کہانے پر آمادگی کی ہے (وہ بھی)

(ج) اس شرط پر کہ اس حلف کے نتیجے سے اطلاع دین

(د) اگر مباہلہ ہوتا تو (نتیجہ پوچھنے کی) شاید ضرورت نہ ہوتی

کہئے! ہارتے کے ہاتھ تو پکڑ سکتے ہین مگر کاذب بولنے کی زبان کون پکڑے؟ خود ہی ۳۰ مارچ کے اہلحدیث مین بجواب (دعوت) الحکم لکھتا ہے کہ "انہین ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمین انجام اتہم مین مباہلہ کیلئے دعوت دی ہوئی ہے"

پھر جسوقت "سامنے لاؤ" کی دعوت منظور کرکے انجام اتہم والا شیر سامنے آتا ہے تو روپہ مکار دم دبا کر کہتا ہے کہ "مینے آپ کو مباہلہ کے لئے نہین بلایا۔ تف ہے اس "آؤ اور لاؤ" لکھنے پر اور حیف ہے پھر اس انکار بعد اقرار پر۔ آگے چلکر پھر بے حیائی کا برقعہ پہن کر شوخ چشمی سے لکھتا ہے کہ۔

"یہ نہین کہ مین آپ سے مباہلہ کرنے سے ڈرتا ہون معاذ اللہ میرے رب مین آپ کو محض خدا کے واسطے ایک مفسد اور دجال جانتا ہون نہ اب بلکہ سالہا سال سے تو مین آپ کے مباہلہ سے کیونکر ڈر سکتا ہون" بلفظہ ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء

پہلا کوئی اس بزاخفش سے پوچھے کہ جس حالت مین تو محض خدا کے واسطے سالہا سال سے ایک شخص کو دجال جانتا ہے۔ اور وہ دجال سپہ

کروڑہا مومنون کے جان و مال قربان ہون ایک دفعہ نہین بلکہ بارہا
تجکو اسی خدا کی حضور مین جس کے واسطے تو اس کو دجّال اور مفسد جانتا
ہے پیش ہوکر مباہلہ کے لئے بلاتا رہا ہے اور اب بھی بطور تنزل اگر
یہی مان لیا جاوے کہ تو نے اس کو نہین بلایا بلکہ وہ خود ہی تجھ سے مقابلہ مین
مباہلہ کے لئے بذریعہ بدر مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۱۱ء بلاتا ہے۔ اور
درانحالیکہ تو اسکے ساتھ مباہلہ کرنیسے بوجہ اپنے صدق و یقین کے
ڈرتا بھی نہین تو پھر گریز کی کیا وجہ اور حیلہ و بہانہ کا کیا سبب ہے تجھکو تو
ایسا موقعہ غنیمت سمجھنا چاہیے تھا کہ جس خدا کے واسطے تو ایک شخص کو
جھوٹا یقین کرتا ہے اسی خدا کے سامنے وہ پیش ہو کر تیرا اور اپنا فیصلہ
چاہتا ہے تو پھر انکار کا سبب کیا؟ اور اسی دروغ گوئی یعنے مباہلہ سے
عدم خوف کا اظہار پہلے بھی تو نے کیا ہے جہان چوانِ قادیان ثناء اللہ
صاحب کلرک میانمیر سابق اہلحدیث حال احمدی کو یہ لکھا ہے کہ
مین اب بھی ایسے مباہلہ کیلئے تیار ہون جو آیت مرقومہ (ثم
نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین) سے ثابت ہوتا ہے
واضح رہے کہ یہ میری تیاری آج ہی سے نہین بلکہ ۹۶ء
مین جب مرزا صاحب نے رسالہ انجام آتھم مین مجھکو مباہلہ
کیلئے دعوت کیا تھا تو مین نے ایک خط اس مضمون کا آپکو
بھیجا تھا کہ اہلحدیث ۲۲ جون ۹۶ء صفحہ ۴ کالم اول۔
ناظرین اخبار الفضل سے کہین کہ ایسا مستعد جو شخص ۹۶ء سے

مباہلہ پر تیار بیٹھا ہو اور آیت مباہلہ مرقومہ بالا کے مطابق اُسے مباہلہ سے انکار بھی نہ ہو اُسپر کیا موت وارد ہوگئی اور کس لعنت کے نیچے وہ آگیا کہ جب اسی آیت کے ماتحت اس سے مباہلہ منظور کیا جاتا ہے تو نہ وہ مستعدی نظر آتی ہے اور نہ وہ پرانی تیاری جو ۹۲ء سے تھی دکھائی دیتی ہے۔ اور ایسا سانپ سونگھ جاتا ہے کہ اب مباہلہ کا نام ہی سُننے سے روح پرواز کرنے لگتی ہے۔ اور معلوم نہیں کون سی آیت یا حدیث کے مطابق مدعی رسالت و نبوت کے کذب پر یکطرفہ قسم کھانے پر آمادگی دکھائی جاتی ہے۔ جس نے اخویم قاضی ضیاء اللہ صاحب کو (جو اخبار اہلحدیث کے بدولت اور اس جاہلانہ جواب کے طفیل احمدی بنکر امرتسری کو باغ احمدیت کے لئے کہاد ثابت کر چکے ہیں) یہ لکھا ہو کہ جو طریق مباہلہ کا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اس کیلئے تو ہم طیار ہیں۔ اور جو مرزا صاحب کہتے ہیں اسکا ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں یہ اہلحدیث ۲۲ جون ۱۲ء ایسا عامل بالقرآن والحدیث تو بس قسم مانگنے پر بعد دریافت نتیجہ قسم آمادہ ہوتا ہے وہ ضرور کسی آیت یا حدیث کی بنا پر ہی ایسی قسم کھاتا اور نتیجہ دریافت فرماتا ہوگا نہ کہ خلاف قرآن و حدیث یہ عمل کرنے لگا ہو پس اُس کا فرض ہے کہ ایک آیت یا حدیث نقل کرکے بتاوے جسکی رو سے وہ کذب پر مبنی مباہلہ سے نتیجہ قسم پوچھکر ہر قسم کھانے پر طیار ہوتا ہے ۹ اگر ایسا نہیں اور ہرگز نہیں تو یہ بدیہی دلیل ہے اسکی دروغ گوئی اور کذب بیانی [illegible]

## جان بچانیکا ۔ ۵

الا یا ایہا الساقی اور کاساً و ناولہا — کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

ایک اور بد دیانتی اس مفرور بے شعور خدائے دوراں قرآن سے مہجور متکبر و مغرور کی ملاحظہ فرمائیے کہ ایڈیٹر صاحب الحکم سلمہٗ نے جو دعوت دی تھی تو بالمقابل قسم یعنے مباہلہ کی تھی جسکو ہم بفضلہ تعالیٰ مسکت خصم دلائل کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں ۔ اور امرتسری نے بھی اسکو دعوت مباہلہ ہی سمجھکر میدان میں آنیکا ارادہ ظاہر کیا تھا اور احمدیوں کو طلب فرمایا تھا ۔ مگر ایکدم خبر نامعقول قیمتہ مقسمہ معلوم کرنیکا لگا کر ۔ اور حضرت صاحب و خلیفہ السلام کو مقابلہ میں بلا کر جو ایکدم چیلنج خلاف دعوت الحکم دیا تو الحکم والی دعوت کو گویا منسوخ و امنسوخ کر دیا اور امرتسری چیلنج اسکی بجائے قائم ہو گیا جو حضور معنوی کے ساتھ شامل آنیوالے چیلنج مباہلہ کا حوالہ دیکر مقابلہ کیا گیا تھا جسکو حضرت اقدس علیہ السلام نے منظور فرمایا ۔ تو مہاشہ جی کو ملک الموت نظر آیا اور جلدی سے ۱۴ اپریل کے اشاعۃ میں لکھ مارا کہ

(۱) ہمنے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اسکو مباہلہ کہتے ہیں حالانکہ مباہلہ اسکو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر تین تین کھائیں

(۲) ہمنے حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا ۔

(۳) قسم اور ہے مباہلہ اور ہے ۔ قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راست گو ہی کا کام ہے ۔ ۱۲

کیا یہ جواب بھی کسی سلیم العقل صحیح الدماغ کا ہو سکتا ہے؟ کیونکہ جس دعوت مندرجہ الحکم کی بنا پر آمادگی برقسم جتلاتا ہے وہ تو بالمقابل قسم کی دعوت ہے جسکو خود مباہلہ کی تعریف مین داخل کیا ہے۔ اور پھر جری اللہ کو مقابل مین بلاکر خواہش فیصلہ ظاہر کرتا ہے۔ باایںہمہ اس کو محض قسم بتانا اور اس مین اور مباہلہ مین فرق دکھانا فضیلت کو بٹہ لگانا اور موت سے جان بچانا نہین تو اور کیا ہے؟ مگر یہ سب چالاکیان وقتی ہین اسوقت اگر شرارتاً اس کو مباہلہ کہنے سے انکار کرکے اپنے ناظرین اور ہمنشین غیر الفریقین کو اندھا کرتا ہے تو دوسرے موقعہ پر اسی کو مباہلہ قرار دیتے ہوئے ذرا نہین شرماتا اور نہایت بیباکی سے جھوٹ کی خلاظت کو اسی طرح ہضم کر جاتا ہے کہ ڈکار تک نہین آتا۔ چنانچہ میان مبارک احمد مرحوم کی الہامی وفات پر جو حسب پیشگوئی مشتہرہ واقعہ ہوئی الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث مین لکھتا ہے کہ

(۱) "مرزا صاحب قادیانی پر میرے مباہلہ کا اثر"

(۲) مرزا صاحب نے ایک دفعہ مجکو مباہلہ کے لئے بلایا تھا جسکے جواب مین مینے لکھا تھا۔ مین آپ سے مباہلہ کرنیکو ہرگز تیار نہین ہون مگر یہ بتلاؤ کہ اس مباہلہ کا اثر کیا ہوگا"

(۳) مجھے بتلاؤ مین کہ اگر مین آپکے ساتھ مقابلہ مین جھوٹے نکلے

لعنت کرون یعنے مباہلہ کرون تو پھر کیا اثر ہوگا"

صہ ۱ کالم اول -

اس گندگی سے ہنوز شکم سیری نہوئی تھی اس لئے بذریعہ اپنے مرقع کے پیٹ بھرا اور بُری طرح بھرا جیسا کہ مرقع بابت اگست سنہ مین لکھتا ہے کہ -

(۴) تمہارے مقابلے پر اگر حلف اُٹھائی جاوے تو نتیجہ کیا ہوگا۔ صہ

(۵ (مرزا صاحب) نے مجھے مباہلہ کے لئے بلایا مینے جواب آنا دگی ظاہر کی اور لکھا کہ مین آپ سے مباہلہ کرنیکو طیار ہون بشرطیکہ آپ اس مباہلہ کے نتیجے مجھے اطلاع دین" صہ ۱۴

(۶) آپ مباہلہ بیشک کرین مین طیار ہون مگر مباہلہ کے اثر سے مطلع فرماوین صہ ۱۳

(۷) مینے ہر چند پوچھا کہ آپ جو مجکو مباہلہ کیلئے بلاتے ہین اور عذاب سے ڈراتے ہین خدا سے دعا کر کے معلوم کراوین کہ وہ عذاب کیا ہوگا۔ مرقع جنوری سنہ حاشیہ صہ ۱۴

معزز ناظرین! ان اقتباسات کو آپ ۱۹ اپریل سنہ کے اہلحدیث سے جو اقتباس اوپر نقل ہو چکی ہین انکے ساتھ ملائین اور پھر مندرجہ ذیل ثنائی فتوی مصنف مرقع اور ایڈیٹر اہلحدیث امرتسری خبیث پر نگائین وہو ہذا

جھوٹا آدمی مشرک سے بھی زیادہ ذلیل ہے اس لئے کہ
شریعت مین ذمی مشرکون کو پناہ دیکر انکے بت خانون کو
بحال رکھکر انکی بت پرستی کو ایک حد تک محفوظ کیا جاتا ہے
مگر دروغگو کو کہین امن نہین ملتا" مرقع مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۳۲

اگر آپ کو ان ہر دو خلاف بیانیون کے ملانیمین وقت ہو تو ہم اسکو بھی
رفع کر دیتے ہین ماورہ المقابل دونون دروغگویون کو لکھکر دکھا دیتے ہین

## ثنائی بیمائی

### ثنائی ضلالت

(۱) مینے تو قسم کھانے پر آمادگی ظاہر کی ہے
مگر آپ اُس کو مباہلہ سے کہتے ہین
قسم تو ہر روز عدالتون مین ہوتی ہے
لیکن مباہلہ کو کوئی نہین کہتا"
دروغگوئی سے کام نہ لیجئے مینے
حلف اُٹھانا کہا ہے مباہلہ نہین
کہا" بلفظہ الحکم ۱۹ اپریل
۱۹۱۱ء صفحہ ۴

### ثنائی حوالت

(۱) مرزا صاحب نے ایک دفعہ مجکو لکھا تھا
کہ ایک شخص نے مجھ سے مباہلہ کرنا چاہا تھا
مین آپ سے مباہلہ کرنیکو ہر وقت
طیار ہون" اخبار اہلحدیث مورخہ
۱۱ اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱

(مرزا صاحب نے) مجھے مباہلہ کیلئے
بلایا مینے مباہلہ کی ظاہر کی اور لکھا
کہ مین آپ سے مباہلہ کرنیکو طیار ہون"
آپ مباہلہ بیشک کرین مین طیار
ہون" مرقع اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۳

(۲) مباہلہ اس کو کہتے ہین جو فریقین مقابلہ پر قسمین کہائین ۔" اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۱۱ء صہ ۲

مباہلہ کے اصل معنے یہ ہین کہ فریقین بالمقابل ایک دوسرے کے حق مین بددعا کرین ۔" مرقع اکتوبر ۱۹۱۱ء صہ ۲۴

(۳) اگر مباہلہ ہوتا تو (نتیجہ پوچھنے کی) شاید ضرورت نہ ہوتی مگر مباہلہ تو نہین ہے ۔" اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۱۱ء صہ ۵

(۴) نہ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا لکھا تھا ۔"

میری طرف سے قسم کہانے پڑا دوگی ہے اس لئے اس عذاب کی تعیین کرالینا آیت مباہلہ کے خلاف ہے ۔" ۱۹ اپریل ۱۹۱۱ء صہ ۵

(۲) تمہارے مقابلہ پر اگر حلف اٹھائی جاوے تو نتیجہ کیا ہوگا ۔" مرقع اگست ۱۹۱۱ء صہ ۲

اگر مین آپکے ساتھ مقابلہ مین جھوٹے پر لعنت کرون یعنے مباہلہ کرون تو پھر کیا اثر ہوگا ۔" اہلحدیث ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۱ء صہ ۱

(۳) آپ اس مباہلہ کے نتیجے سے مجھے اطلاع دین ۔" آپکے بتادین کہ اس مباہلہ کے بعد تیرہ کیفیت ہوگی ۔" آپ مباہلہ کے اثر سے مطلع فرماوین ۔" مرقع جنوری ۱۹۱۲ء صہ ۱۲

(۴) اگر مین مقابلہ مین جھوٹے پر لعنت کرون تو پھر کیا اثر ہوگا ۔" خدا سے دعا کرکے یہ معلوم کرادین کہ وہ عذاب کیا ہوگا ۔" مرقع جنوری ۱۹۱۲ء صہ ۱۴

یہ ہے امرتسری گرگٹ کا رنگ بدلنا ۱۹ اپریل ۱۹۱۱ء کے اخبار اہلحدیث

مین تو صاف مکر گیا کہ مینے تو حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہین کہا" قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راستگو ہی کا کام ہے" مگر اگست کے مرقع مین خود ہی اسکو مباہلہ کہکر اپنی راستگوئی کا پورا ثبوت دیدیا۔ اور جھوٹ کی نجاست پر منہ مار کر لکھدیا کہ "مین آپ سے مباہلہ کرنیکو طیار ہون۔ آپ مباہلہ بیشک کرین مین طیار ہون" اور پھر اکتوبر کے احمدی کے اہلحدیث مین دروغ گو کذاب نے بڑے زور سے اسی کو دہرایا کہ "مین آپ سے مباہلہ کرنے کو ہر وقت طیار ہون" آخر یہ طیاری کہان گئی؟ اس کا جواب وہی دیگا جس نے یہ لکھا ہے کہ "اگر مباہلہ ہوتا تو (نتیجہ پوچھنے کی) شاید ضرورت نہ ہوتی مگر مباہلہ تو ہے نہین" اہلحدیث ۱۷ اپریل ۱۱ء صفحہ ۱۵۔ کیونکہ یہان پر اُس نے اسکو مباہلہ قرار دے لیا ہے اور مباہلہ کرنے پر اپنی مستعدی اور طیاری کا اعلان بھی کر چکا ہے۔ پس تو وہ بتائے یا اُسکا قوت بازو سگ زرد مہولوی۔ منادی کیجئے کہ جس حال مین مباہلہ کا نتیجہ پوچھنے کی ضرورت بھی نہین اور مباہلہ پر یہ شغال ہر وقت طیار بھی ہے۔ تو پھر گریز کس طرف سے ہوا۔ اور کیون ہوا؟ اور یہ درخواست کس نے کی اور کس بنا پر کی کہ "مین مباہلہ کرنے کو طیار ہون بشرطیکہ آپ اس مباہلہ کے نتیجہ سے مجھے اطلاع دین" مین طیار ہون مگر مباہلہ کے اثر سے مطلع فرما دین" مرقع اگست صفحہ ۱۳ عجیب حماقت ہے کہ ایک طرف تو یہ اقرار کہ مباہلہ کا نتیجہ پوچھنے کی ضرورت نہین ہوتی اور

دوسری طرف اس سے فرار و انکار کہ مباہلہ کا نتیجہ جناؤ - ایک جگہ اگر مباہلہ کہنے سے انکار اور یکطرفہ قسم کا اقرار ہے تو دوسری جگہ اُسیکو مباہلہ قرار دیکر اپنی جہالت اور ضلالت کا اظہار ہے -

وہابیو - نجدیو! الامذہبو! اُبتلا سکتے ہو یہ تناقض اور تخالف کیوں ہے ایک ہی (امرتسری) اتنا اختلاف کیوں ہوا؟ سچ ہے لو خدوافیہ اختلافاً کثیراً اہلحدیث ۲ اپریل ۱۹۱۱ء ص ۵

معزز ناظرین - امید ہے کہ آپ ثنائی لغو بیانی اور پریشانی کو بخوبی سمجھ گئے ہونگے - کہ کیا کیا قلابازیاں اس امرتسری مخبوط الحواس اثر الناس نے دعوت مباہلہ مندرجہ الحکم مورخہ ۱۷ مارچ کے متعلق کہائی ہیں - اور کس کس حیلے سے اپنی جان بچائی ہے مگر اس کو کیا خبر تھی کہ احمدی اسکی یہ دوہری کمینگی ثنائی رانڈ کو داشتہ ازبام کردیگا اور ثنائی چہرہ پھر لک وار پاش سیاہی کا ایسا کرے گا کہ خود بدولت بھی آئینہ سامنے رکھکر اپنی صورت دیکھیں گے تو اسپر لعنت بھیجکر پشیمان ہونگے اور یہ شعر پڑھتے ہوئے کہ ص

اگر دانستم از روز ازل این روسیاہی را
نمیکردم بگیتی شانۂ چینین باد سرائی را

زیر بغل منہ چھپا لینگے -

پیارے دوستو! مجھے یقین ہے کہ آپ نے بخوبی سمجھ لیا ہوگا کہ امرتسری ہر دہ ہمیشہ مباہلہ سے انکار و فرار کرتا رہا ہے اور اس مرتبہ

تو اُس نے بُری طرح اپنی جان بچائی جب ہر طرح سے بزدل یہودی صفت کو
مقابلہ میں بلا بلا کر دیکھ لیا کہ وہ جرأت مباہلہ کرتا ہی نہیں اور نہ بدزبانی
اور تکذیب سے باز آتا ہے تو حضور مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں
ایک اور تحریک پیدا ہوئی جو آخری تدبیر تھی اس لئے اس تجویز کو
آخری فیصلہ سے موسوم کیا گیا اور یہ وہ دعا ہے جو ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء
کو اپنی خواست کے ذریعہ آسمانی عدالت میں جری اللہ نے بفرض
انفصال پیشکر کے استدعا کی کہ اے احکم الحاکمین ہم اب میں
تیری جناب میں لیتے ہیں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما
سو الحمد للہ کہ خدا وند کریم جل شانہ نے ایسا سچا فیصلہ فرمایا کہ بجز یہودی
صفت اور نصرانی فطرت کے کیسکو جائے دم زدن باقی نہیں رہی۔
چونکہ اس آخری فیصلہ کی بنا الحکم والی دعوت تھی جب تک کہ اسکی ابتدا
اور اصل بنیاد نہ ظاہر کر دی جائے تب تک ثنائی چالاکی کا سمجھنا دشوار تھا
لہذا ہم نے پہلے بنا رخاصمت کو ہی جو آخری فیصلہ کا جزو اول اور
محرک ہے اس رسالہ میں کھولکر دکھا دیا ہے۔ اور جزو ثانی یعنی فیصلہ
آسمانی پہ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں پورہی روشنی ڈالکر بحول اللہ قوت الٰہی
ثنائی روسیاہی تمام دنیا کو دکھائی جائے گی۔ شروع ۱۹۱۲ء سے
جنوری و فروری دو ماہ کا رسالہ جسکا نام چودھویں صدی کا یہودی ہے
ناظرین کے پاس پہونچے گا۔ کیونکہ وہ تیار ہو چکا ہے۔ اسکے بعد
انشاء اللہ اس حصہ کا دوسرا جزو نکلیگا۔ فانتظروا۔

اسوقت ہم رامپور کی ذلت امرتسری کو یاد دلاتے ہین اور اپنی وہ
تقریر سناتے ہین جس سے مولوی فاضل مبہوت اور جواب سے عاجز رہا
اور یہ تقریر اسی وقت کی قلمبند شدہ ہے اس کا کوئی جواب صاحب دل
امرتسری فاضل سے نہین بن آیا تھا شاید اب کچھ جواب سکا دے سکے؟

## تقریر جلسہ رامپور واقعہ ۱۹۰۹ء

قبل اسکے کہ مین کسی اور امر کی طرف توجہ کرون مناسب سمجھتا ہون
کہ سامعین پر اصل مسئلہ متنازعہ فیہ کا اظہار کر کے بتلا دون کہ ہم
مین اور ہمارے فریق مخالف مین کن امور پر تنازعہ ہے سو واضح ہو
کہ حضرت مسیح ابن مریم کے متعلق جناب مولوی ثناء اللہ صاحب
و اصل امرتسری کا یہ عقیدہ ہے کہ جب یہودیون نے مسیح علیہ السلام کو
گرفتار کرنا چاہا تو وہ ایک مکان مین موجود تھے یہود کے امکان کو کم
محاصرہ کرنے پر خداوند کریم نے بذریعہ جبرئیل مسیح علیہ السلام کو تو اس
مکان کے روشندان سے آسمان پر اٹھا لیا۔ اور ایک دوسرے
شخص کو جو دشمن مسیح تھا مسیح کا ایسا ہمشکل اور شبیہ بنا دیا
کہ دیکھنے والون مین سے کوئی بھی اسکو نہ پہچان سکا اور مسیح جانکر ہی
اسکو بالصلیب قتل کر دیا۔ مگر وہ دراصل مسیح نہ تھا مسیح کا
شبیہ تھا۔

یہ وہ واقعہ ہے جسکے پیش آنے پر مسیحؑ آسمان پہ پہونچایا جاتا اور ایک دوسرا شخص صلیب پر لٹکایا جاتا ہے چونکہ تمام امور متنازعہ متعلق حیات مسیحؑ کا یہ پہلا زینہ ہے اور یہی وہ سنگ بنیاد ہے جسپر تمام عمارت مسیح کی حیات و رفع بجسدہ العنصری اور نزول ثانی وغیرہ کی کھڑی کی گئی ہے اسلئے ضروری اور نہایت ضروری ہے کہ اسی بنیادی پتھر کی اصلیت معلوم کیجائے تاکہ مرحلہ اولین ہی دیگر تمام امور کا فیصلہ ہوجائے - اور آگے گفتگو بڑھانے کی ضرورت باقی نرہے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ رفع الی السماء مسیح کا مدار صرف اس کہانی پر ہی جو واقعہ صلیب کے متعلق گھڑی گئی - اگر بجائے مسیح کے کسی غیر مسیحؑ کا صلیب پر چڑھایا جانا دلائل مسلمہ سے ثابت ہوجائے تو دیگر تمام امور بلا کسی مزید دلیل کے ہم قبول کرلینگے - یعنے رفع مسیح الی السماء بجسد بشری و حیات مسیحؑ و نزول ثانی وغیرہ اور وہ اس طرح پر کہ جبکہ مسیحؑ کی بجائے ایک غیر مسیح کا صلیب پر چڑھایا جانا یہ بنا واقعات صحیحہ ثابت کر دیا گیا تو ہم فوراً بلا کسی مزید گفتگو کے مان لینگے کہ ضرور مسیح آسمان پر بغیر معرفت اور وفات کے تشریف لیگئے ہیں - اور بالضرور وفات پانیکے لئے دوبارہ انکو زمین پہ آنا ہوگا - کیونکہ آسمان پہ کوئی قبرستان نہیں ہے جہاں وہ دفن کئے جائیں -

بعد ازیں یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ واقعہ صلیب ایک تاریخی

ہیں۔ ہاں آپ ہمیں کوئی قسم کھانے کے لئے کہیں۔ اس لئے
ہم تیار ہیں کہ آپ کے ساتھ قسم کھانے کو طیار ہیں۔ اگر یہ بات نہ
ہوتا۔ تو زیر قسم پر چھپنے کی شاید ضرورت نہ ہوتی۔ مگر یہ مباہلہ
نہیں بلکہ آپ کی سب درخواست میری طرف
سے قسم کھانے پر آمادگی ہے۔ اسلئے اس عذاب کی
تعیین کرالیں۔ آیت مباہلہ کے خلاف نہیں (حقیقۃ الوحی
کو شہرت دینے کے بعد اعلان کرنے کی) ایک سی تجویز جب
کتاب چھپکر آئے گی۔ تو اس وقت اس کا جواب دیا جائیگا
کیا آپ کی طرح (حیا) کہ آپ کو ٹالنے یا امرتسر آنے میں خطرہ
ہے) قادیان میں آنے پر جسمیں خطرہ نہیں۔ تاہم بہانہ میں
نہ آنے کی کوئی معقول وجہ بتلائینگے۔ تو میں قادیان میں بھی
آجاؤنگا۔ الفاظ مباہلہ مقرر ہو چکے ہیں۔ جنپر ہمنے خط دیدیا ہے

---

مختصر یہ کہ ہم قسم کھانے کو تیار ہیں۔ مگر پہلے یہ بتا دو۔ کہ اس
قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کیونکہ خطرہ ہے۔ کہ کہیں مجھے زکام ہو
یا نکسیر پھوٹے تو آپ اسے اپنی صداقت کا نشان بنالیں۔

بلفظہ ملخصاً الحدیث صفحہ ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۴ تا ۷

یہ ہے خلاصہ ثنائی جواب الجواب کا جسمیں پوری وجالیت اور یہودیت سے
کام لیکر امرتسری شیطان نے مخلوق خدا کو دھوکہ دینا چاہا۔ اور کئی بے بصیرتوں
کو دے بھی دیا۔ مگر دیکھئے کہ آج انشاء اللہ بذریعہ احمدی اس کی کیسی

ترک اسلام میں بصفحہ ۹۹ مرزا آریہ کے ایسے ہی اعتراضوں کا جواب
نمبر ۴۸ تا ۵۱ جس میں رفع الی السماء مسیح بھی داخل ہے یوں تحریر
فرماتے ہیں کہ "مختصر یہ ہے کہ معجزات کا ظہور بھی قانون قدرت
سے ہے اور انکا ثبوت مثل اور واقعات کے دیکھنے سے یا صحیح
خبر کے پہونچنے سے ہے چنانچہ یہ سب کچھ پایا جاتا ہے" اس تمام
تقریر سے یہ امر بخوبی پایۂ ثبوت کو پہونچگیا کہ مسیح علیہ السلام کا رفع
الی السماء وغیرہ منجملہ اخبار گذشتہ کے ہے اور عجوبہ کاموں میں سے
اور اخبار گذشتہ و عجوبہ کاموں کیلئے کسی روایت صحیح یا تاریخی شہادت
یا دیکھنے سے بقول فاضل امرتسری ثابت ہونا کافی ہے اور اس
واقعہ کیلئے بھی یہ سب قسم کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ اگرچہ مرزا آریہ کے
مقابلہ میں کوئی ثبوت بیانکردہ اقسام میں سے پیش نہیں کیا گیا۔
مگر آج نہ دے سرکار والا تبار والی ریاست شرد مولوی ابوالوفاء ثناء
صاحب فاضل امرتسری ان صحیح روایتوں اور معتبر تاریخی شہادتوں
کو ثابت کرونگا کہ جسکے صحیح ایک ثبوت صحیح مطلب پر چڑھایا
گیا تھا اور معتبر تاریخی شہادت کے متعلق ہی کہ وہ کس قسم کی ہونی
چاہئے ہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اس کو بھی امرتسری صاحب
نے فرما چکے ہیں چلکر آپ سے وہ کہاں چھپا ہوا ہے ملیگا اس
اول اتنا یاد رکھنا چاہئے کہ مسلم لیگ امرتسر نے اپنے ہفتہ وار رسالہ
کے مفہوم کالم پر تفسیر اور پاک نبی علیہ الرحمۃ کے متعلق

استفسار شائع کرائی تھی اُس میں اس مرحلہ کو کہ تاریخی شہادت
کسکو کہتے ہیں اور وہ کیسی ہونی چاہیئے یوں حل فرمایا ہے کہ
وہ مہربانی کرکے اس فقرہ کو اور انگریزی جیرگ مسلمان سیاسیات
طریق اختیار کیا) کہ ثبوت بتلادیں یا اسکو واپس لیں۔ لیکن تاریخی
ثبوت جس قسم کا چاہئے وہ آپ جیسے ذی علم ضرور میں سے ایک شخص
نہیں پوشیدہ ہے کہ آپ اس فقرہ کا یا ثبوت کسی معتبر تاریخ سے
لیا عدم ثبوت تاریخ دلادیں یا مہربانی سے اس فقرہ کو واپس لیں تاکہ ہم
میں بھی فاضل مرتسری سے اسی فائدہ کے طالب بجائے سچ کے
ایک غیر صحیح بنکے صلیب پر چڑھائے جانے کا ثبوت چاہتا ہوں۔
سرکار والا تبار حاضرین مجلس! اب میں کسی قدر صحیح واقعات حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بیان کرتا ہوں جو بموجب قواعد مسلمہ
تاریخ ثابت واجب التسلیم ہیں۔ ہم ہرگز نہیں مانتے کہ عیسیٰ ابن مریم
صلیب پر نہیں چڑھائے گئے بلکہ بجائے اُنکے کوئی اُنکا شبیہ ہم رنگ
ہر کہ صلیب پر چڑھایا گیا۔ قرآن شریف غیر صحیح کہ صلیب پر چڑھائے
جانے سے انکار کرتا ہے احادیث صحیحہ میں کسی غیر صحیح کا صلیب
پر چڑھایا جانا مذکور نہیں۔ تواریخ معتبرہ میں غیر صحیح کا بشکل صحیح بنایا
جانا درج نہیں ہے پھر کس بنا پر کوئی اہل عقل و دانش اس عجوبہ کلام کو
مان لے ہمارا ایمان ہے کہ سچ صلیبی قتل سے بچائے گئے
اور بموجب وعدہ الٰہی جسمی اپنی متوفیک و طبعی موت سے فوت ہوئے

مسیح کی بیشک صلیب پر دشمنوں نے چڑھا دیا اور یہ انکا اختیاری
فعل تھا یعنے صلیب پر چڑھانا اور جو بعد امور محسوسہ سے ظہور میں آئے
اسکو دو گذرے گورنر کا قبض کرنا اور صلیب پر ڈالنا
یہود کا اختیاری فعل نہ تھا بلکہ یہ اُس کا فعل تھا جسکی یہ صفت ہے
اَلْمُتَکَبِّرُ وَالْمُهَيْمِنُ ہے اور یہ محسوس اور مشہود امر نہ تھا پس اُس قادر
خدا نے مسیح کو صلیبی قتل سے جو منافی نبوت تھا بچا لیا۔ اور یہ
بچانا اور ایسا ہی قادر آنجناب کے ماتحت تھا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو
آگ میں بچایا۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دریائے نیل میں بچایا جیسا کہ
نوح علیہ السلام کو طوفان سے بچایا جیسا کہ یونس علیہ السلام کو مچھلی کے
پیٹ میں بچایا اور بالآخر خیر المرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیین حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو غار ثور میں اور جنگ احد میں بچایا اور
ان جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اسی قسم کے واقعات
دشمنوں کے ہاتھ سے پیش آچکے تھے اور وہ زمین پر ہی قدرت کاملہ
کیطرف پہنچا لئے جاتے تھے اور ایسا بچایا جانا آخر اکی سنتی اور انکی صداقت
و نبوت کی ایک دلیل زبردست ہوتی تھی۔ اور کہنا چاہیے کہ مسیح علیہ
السلام کا مطلق صلیب پر چڑھایا جانا کوئی ذلت اور خلاف وجاہت نہ تھا
جیسا کہ ابراہیم کا آگ میں ڈالا جانا اور دیگر رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کا
دشمنوں سے اذیت پانا اور خاصکر خیر البشر امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا
سخت سے سخت تکالیف اُٹھانا بارہا دشمنوں کے نرغوں میں گر جانا

دشمنان دین کی سنگباری وغیرہ واقعات کا پیش آنا آپکے لئے کوئی ذلت
اور خلاف وجاہت نہیں ہو سکتا - اگر ہو سکتا تو سب کے لئے ہونا چاہیئے
مسیح کی اس میں کیوں خصوصیت ہے مسیح ابن مریم کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم یا ابوالانبیاء ابراہیم یا اپنے آقا موسیٰ علیہم السلام پر کوئی فضیلت
نہ تھی کہ مسیح کو جب کفار کیجانب سے ایک مرتبہ صلیب کی تکلیف
اُٹھانی پڑی تو خدا نے اُسکو آسمان دوم یا چہارم پر اُٹھا کر بچا لیا - مگر
جب دیگر رسولوں نبیوں کو جو مسیح سے بدرجہا افضل تھے ایسے
واقعات پیش آئے تو اُن کو ہر طرح کی اذیتیں پہونچنے کے بعد بھی
زمین پر بچایا - یہ ترجیح بلا مرجح قابل غور ہے - کیا ایک عیسائی یہ
نہیں کہہ سکتا کہ مسیح کو دشمنوں سے بچا کر آسمان پر بلا لینا اور
اپنے پاس بٹھا لینا اسلئے تھا کہ وہ خدا کا بیٹا تھا اور آسمان سے اترا اور
آسمان پر چلا گیا اور دوسرے انبیاء کا زمین پر ہی تکلیفیں برداشت
کر کے قتل سے بچایا جانا دلیل اس امر کی ہے کہ وہ مسیح سے افضل تھے
ان میں الوہیت تھی - وہ بشر تھے اور صاحب شرائع افضل المرسلین کو
تو وہ کاذب ہی قرار دیتے ہیں اور کیا کیا گستاخیاں نہیں کرتے
کذابوں کے مقابلے میں کیونکر یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ آپ خدا کے
تمام انبیاء سے افضل تھے - یہاں تو خود ایسے امور ذات مسیح کیطرف
منسوب کر دیئے ہیں کہ جنسے وہ تمام انسانوں کیا انبیاء و ملائکہ سے بھی
افضل ثابت ہو کر مصداق یدع من الرسل کا ہو گیا ہے - تمام انسانی

آج سے سو برس پہلے تک کے فوت ہو چکے تمام انبیا و رسل از آدم تا خیر البشر خاتم النبیین صلعم وفات پا چکے۔ مگر مسیح سب سے نرالا ہو کر زندہ الآن کما کان کا مصداق موجود ہے۔ کوئی نبی دوبارہ دنیا میں حکمرانی کیلئے نہیں آوے گا۔ مگر مسیح جو پہلے بھی ایک قوم پر حکمران رہا اور دوبارہ تمام دنیا پر حکمران ہوگا۔ کوئی رسول اپنا اس جسم بشری خاکی سے دو ہزار برس تک آسمان پر نہیں رہا۔ مگر مسیح جو معلوم نہیں ابھی کب تک رہے۔ کسی رسول یا بشر کا جسد ایسا نہیں بنایا گیا کہ وہ کھاتا نہ کھاتا ہو اور ہزارہا برس تک زندہ رہے۔ مگر مسیح کہ باوجود بشری جسم رکھنے کے زندہ بغیر خورد و نوش کے ہے۔ کسی بشر یا نبی کا ایسا جسم نہیں بنایا گیا جو تغیرات زمانہ سے متاثر نہ ہو اور ہزارہا سال تک یکساں حالت میں رہے۔ مگر مسیح کہ آجتک ہر ایک تغیر سے محفوظ الان کما کان کا مصداق ہے غرضیکہ مسیح کو خالق طیر و محیی اموات وشافی الامراض و عالم الغیب وغیرہ صفات سے مختص کرنا اگر اسکو بشریت سے خارج کر کے الوہیت کے درجہ تک نہیں تو اور کیا ہے؟ اے حضرت مولوی صاحب خدا کیلئے سوچو اور غور کرو کہ وہ خاتم المرسل امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم جس کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اتممت علیکم نعمتی یعنی اپنی وہ نعمت جو میں نے نسل انسانی کے واسطے انداذہ کر دی تھی تم پر اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوری اور تمام کر دی اور کوئی نعمت الہی باقی نہیں رہی تو آپ پر انتہائی درجہ تک نہ ختم ہو چکی ہو۔ وہ رسول تو اس نعمت کی

جو بے قعد اویہود تک سچیات دنیاوی آسمان پہ رہکر تقرب الٰہی کا
حاصل کرنا ہے محروم رہے اور یسوع ابن مریم اس نعمت سے مالا مال
ہو جاوے نہ تو مجسم بشری اور دنیاوی حیات کے ساتھ اصعد
عرصہ تک آسمان پر رہتا ہے اگر صعود الی السماء
کے کوئی نعمت ہے تو ضرور یہ بڑی بھاری نعمت ہے تو
سب سے زیادہ حقدار اور مستحق اس نعمت کا ہمارا پیارا رسول خدا
فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے نہ کوئی اور ہے

صحیح ناصری را تا قیامت زندہ می داند
مگر دجّال شیر را ناداند این فضیلت را

اور اس عقیدہ سے جو قرآن و حدیث و نقل و عقل کے خلاف عیسائیوں کو
مدد دیتے والا ہے جسکی بنا پر آج عیسائی دنیا مسیح کو تمام انبیاء پر
فضیلت دیتی ہے اور جسکو تم خود تسلیم کر لیتے ہو اور کوئی معقول جواب
نہیں دے سکتے باز آجاؤ۔ یاد رکھو کہ مسیح کی حیات مانے سے
اسلام کی وفات ہو جاتی ہے اگر اسلام کو زندہ کرنا چاہتے ہو تو وفات
مسیح کے قائل ہو جاؤ۔ ورنہ اسلام کا نام بھی باقی رہنا مشکل ہے

ڈھونڈھے کہیں پہ نام بھی ملتا نہ آخر

الغرض مسیح کا واقعہ صلیب اس طرح ہے کہ جب یہودیوں نے
مسیح کو گرفتار کرنا چاہا اور وہ صادق اور راستباز رسول پیلاطوس نامی

مروجی گورنمنٹ کے اجلاس میں پیش ہوا جہاں پہودیوں نے اُسکے برخلاف
گواہیاں دیں اُسے ان یہودیوں کی عید فسح اور جمعہ تھا۔ چونکہ خدا کا
ناصر و مددگار ہے نے اُس برگزیدہ کی مدد آسمانی چوگرد گرد اکرام کے
ارکم الحاکمین کے حضور میں سجدہ کرتے ہوئے رکی تھی جس سے اُس کا
تمام جسم اور روح پانی پانی ہو کر خدا کے آستانہ پر پہنچا تھا اور وہ یہ
دعائیں مانگتا تھا کہ اے باپ (خدا) اگر ہو سکے تو یہ پیالہ (صلیبی
موت کا) مجھ سے ٹال دے اُسکی وہ دعا قبول ہو گئی اور دیئے انجیل
خود کا فرشتہ اُسکو تسلی دینے کے لئے نازل ہوا اور اُسکی تسلی منجانب
اللہ دیتا تھا یہ وہی تسلی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں بایں الفاظ
ہے کہ یعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی یعنے اے عیسیٰ تجھ کو اس
یعنی موت صلیبی سے میں بچاؤں گا اور طبعی موت سے وفات دیکر
تیرا رفع کرونگا اسجگہ قرآن و انجیل کے بیان میں مطابقت ہے جو
قابل تسلیم ہے۔ ایسے اسباب خدا قادر و توانا نے طبعی تسلی
بچانے کے لئے پیدا کر دیئے جو نامی مسیح کی صداقت کا نشان
ہوئے اور اُسکی گرفتاری کے لیئے وہ کرائی کہ جو یہودیوں کی عید فسح
ہو چکے تمام دشمن مسیح کے بعد ادائے شہادت برخلاف مسیح
لوگ کے پاس حاضر نہ رہ سکے اور اپنے مذہبی تہوار میں جا کر مصروف ہو گئے
دوم پیلاطوس کی بیوی کو منجانب اللہ خواب میں بتا دیا گیا کہ اگر
مسیح مارا گیا تو تجھ پر عذاب نازل ہوگا جس سے وہ ڈر گئی اور اس

اسوقت کہ مسیح کا مقدمہ عدالت پیلاطوس مین پیش ہو رہا تھا
پیلاطوس کی بیوی نے کہلا بھیجا کہ خبردار تو اِس راستباز کے
خون مین ہاتھ نہ بھرنا۔ یہ دوسری تدبیر مسیح کو صلیبی قتل سے بچانیکی
خدا نے فرمائی۔ تیسری تدبیر یہ تھی کہ مسیح کا مقدمہ ۱۲ بجے کے
قریب پیلاطوس کی عدالت مین پیش ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ اتنا بڑا
عظیم الشان قتل کا مقدمہ جو مذہبی پیرایہ مین ہو دس پندرہ منٹ
مین فیصلہ نہین کیا جا سکتا ضروری ہے کہ اسپر کامل غور و توجہ کیجاوے
اس لئے زیادہ نہین تو کم از کم دو گھنٹہ فرض کر لئے جاتے ہین کہ اس
مقدمہ کی سماعت مین پیلاطوس کو لگے ہونگے اگرچہ یہ مدت ایسے
مقدمہ کے لئے نہایت قلیل ہے۔ اس تحقیقات کے دوران مین
کئی بار پیلاطوس نے خواہش ظاہر کی کہ ایک قیدی جو یہودی رسم کیموافق
عید فسح کے دن چھوڑا جاتا تھا وہ یہود کیلئے مسیح کو چھوڑ دے
کیونکہ ایک تو اُسکو یہ ثابت ہو چکا تھا کہ مسیح پہ جو الزام لگائے گئے
ہین وہ بالکل جھوٹے ہین اور مسیح کا دامن اُن الزامون سے
قطعاً پاک ہے۔ دوسرے اپنی بیوی کا خواب بھی اُسکو یاد تھا کہ جسمین
مسیح کی سزادہی پر عذاب کے نازل ہونے کا اندیشہ تھا اسلئے
ہر چند اُس نے چاہا کہ مسیح کو چھوڑ دے مگر یہودیون نے شور مچا دیا
کہ اگر تو مسیح کو چھوڑ دے گا تو ہم قیصر سے جس کا تو گورنر ہے تیری
شکایت کرینگے کہ اُس نے قیصر کے مخالف باغی کو جو قیصر کے برخلاف

سازش کر کے سلطنت لینی چاہتا ہے چھوڑ دیا۔ اس دھمکی سے بزدل
پیلاطوس ڈر گیا اور اُسنے یہودی رسم کے موافق ایک لوٹہ پانی کا
منگوا کر اپنے ہاتھ دھو کر کہا کہ میں اس بیگناہ کے خون سے ہاتھ دھوتا
ہوں اور اسکا وبال سب تمہارے ذمہ ہوگا۔ ہاتھ دھونے کے بعد
عدالت پر بیٹھکر اُسنے مسیح کو صلیب دینے کیلئے یہودیوں کے
حوالہ کیا۔ اس ساری کارروائی کیلئے ہم صرف دو گھنٹہ فرض کرتے ہیں
پس ۱۲ بجے مقدمہ پیش ہو کر ۲ بجے فیصلہ ہوا اور یہودیوں نے
مسیح کو سپاہیوں کے حوالے کرایا جنہوں نے اُسکے کپڑے
اُتروا کر دوسرا لباس قرمزی اُسکو پہنایا اور کانٹوں کا تاج گوندھکر
مسیح کے سر پر رکھا اور اُس ساتبار کو ہنسی اور ٹھٹھا اُڑا کر
گدھے پر سوار کرا کر گشت کرایا پھر واپس لاکر اُسکے اصلی کپڑے
پہنا دیئے۔ اس ساری کارروائی کیلئے زیادہ نہیں تو کم از کم
ایک گھنٹہ فرض کر لیا جاوے تو گویا ۳ بجے کا وقت ہو گیا ہے اب
ابھی صلیب کی کارروائی شروع نہیں ہوئی۔ اب صلیب اٹھوا کر اور دو
اور ملزموں کو صلیب دینے کیلئے ہمراہ لیکر اُس مقام پر جاتا ہے جہاں
مسیح کو صلیب دیا جاوے گا یہ مقام شہر سے قریباً تین میل کے فاصلے پر
گلگتہ نام سے مشہور تھا۔ اسقدر دور جانیکے لئے اور ایسے شخصوں
کے ساتھ جنکو سزائے قتل دیجاتی ہے اور پیادہ پا یہ راستہ طے
کرنا ہے کیونکہ اسوقت کوئی ٹرمپوے یا موٹر کار تو موجود نہ تھی کہ جس پر

بہت سا سوار کر کر منزل مقصود تک پہنچ جاتے اور صرف پیادہ چلتا ہی نہ تھا بلکہ اُسوقت کے دستور کے موافق ہر ایک کو اپنی اپنی صلیب بھی خود ہی اُٹھا کر لیجانی پڑتی تھی۔ ایسی صورت میں ہر شخص بھی خود ہی سمجھ لیگا کہ یہ راستہ تین میل کا کتنا کٹھن اور دوبھر ہو سکتا ہے ضرور ہے کہ کم از کم ایک گھنٹہ میں یہ راستہ طے ہوا ہوگا اور پہنچنے کے بعد دوپہر تک مقام گلگتا میں پہنچے ہونگے۔ وہاں جا کر کیا کام کیا گیا پہلے دونوں چوروں کو صلیب دیا ہے اور صلیب کو لٹا کر اسپر ایک ایک چور کے ہاتھوں میں اور پاؤں میں میخیں ٹھونک کر پھر صلیب کو اُٹھا کر زمین پر کھڑا کر کے گاڑتے ہے اتنی گہرائی کیلئے کم از کم ایک گھنٹہ فرض کرو کہ صرف ہوا اگر یہ بہت کم ہے کیونکہ آجکل کی پھانسی کیطرح صلیب نہیں ہوتی تھی کہ پہلے سے گڑھی گڑھائی موجود ہے جہاں مجرم کو لیجا کر پھانسی پر چڑھا رسی گلے میں ڈال تختہ نیچے کا گرا دیا اور جان سے مار ڈالا صلیب ایک سخت بھیانک اور تکلیف دہ سزا تھی اُسکی تین شاخیں لکڑی سے بنی ہوتی ہیں جیسا کہ آجکل صلیب پرست قوم کے گرجوں پر لگی ہوئی پائی جاتی ہیں ایک سیدھی ہوگی دوشاخیں پہلو کے دونوں ہاتھ رکھکر ہتھیلیوں میں میخیں جڑ دیتے تھے اور تیسری شاخ پر دونوں پاؤں ملا کر اُن میں میخ لگا دیا جاتی تھی اور یہ سب عمل صلیب کو زمین پر لٹا کر کیا جاتا تھا اور فراغت صلیب کو اٹھا کر کچھ حصہ اُسکا زمین میں گاڑ کر کھڑی کر دیتے

کرتے تھے اسپر مجرم کی کنپٹی سے فوارہ جان نکلتی تھی خون اور پیپ
نکل نکل کر بہوکے اور پیاس اور تکلیف آفتاب سے تڑپ تڑپ کر
تین تین چار چار دن میں کہیں جا کر مرتا تھا۔ پس دونوں چوروں کی
ٹانگیں توڑ دی گئیں تا جلد مر جائیں اور ہڈیاں نہ بچیں جیسا اس
سبت پانچ سو چکے اور اب وقت آیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام
کو صلیب پر چڑھایا گیا آدھا گھنٹہ آپ کے ہاتھوں وغیرہ میں میخیں
لگا کر صلیب کو کھڑا کرنے پر صرف ہوا اور ساڑھے پانچ بجے مسیح
صلیب پر لٹکائے گئے یہ چوتھی تدبیر اور عظیم الشان تدبیر تھی کہ
مسیح پیر دشمن صلیب پر لٹکائے گئے کہ انکی آرزو جانے
کم از کم گھنٹہ سے زیادہ عرصہ نہ ہوا اور جان سے نہ مارے
یعنی جمعہ کے دن بعد پانچ بجے کے صلیب پر لٹکائے گئے اور
اگلا دن جو ہفتہ کا تھا وہ یہود کا سبت کا دن تھا اور ہر اگلا دن
آج شام سے شروع ہوتا تھا گویا سبت (جمعہ) کا دن گذر چکنا
پھر سبت کے لیے سے شروع ہوتا تھا اور شروع سبت تا اختتام
قوم صیہون یہود کی شریعت کے مطابق کوئی کام یہودی نہیں
کرتے تھے اور توریت کی تعلیم کے بموجب سبت کا دن شروع
ہونے سے پیشتر صلیب پر سے لاشوں کا اتارنا ضروری تھا اسلئے
پانچ بجے مسیح صلیب پر سے اتار لئے گئے اور ہر دونوں چور بھی
اتارے گئے۔ اوتار لینے کے بعد محض اس خیال سے کہ شاید مسیح

جان باقی ہو انکی کمر اور ٹانگوں کی ہڈیاں توڑ دیا کرتے تھے تاکہ وہ بصورت
زندہ ہونے کے اُٹھ نہ سکیں یا اس استخوان شکنی سے رہی سہی
اگر کوئی سانس باقی ہو تو وہ بھی نکل جاوے - اس قاعدہ کے
مطابق سپاہیوں نے دونوں ملزموں کی ہڈیاں توڑ دیں مگر مسیح
کی ہڈی نہیں توڑی گئی بلکہ اس شک کو رفع کرنیکے لئے کہ مسیح
کہیں مر تو نہ گیا ہو بھالہ کی نوک سے مسیح کی پسلی چھید کر خون پانی نکلتا
دیکھکر تسلی کر لی کہ زندہ ہے کیونکہ مرنیکے بعد خون نعش میں سے
نہیں نکلتا - اور وہ سپاہی درپردہ مسیح کی صداقت کے قائل اور
گورنر پیلاطوس کے ایما سے واقف تھے کہ وہ مسیح کو قتل صلیبی سے
بچانا چاہتا ہے یہ پانچویں تدبیر تھی مخالفین کہ مسیح کی ہڈیاں
نہیں توڑی گئیں اور نہ اُس کے پاؤں میں میخیں لگائی گئیں یہ
خدا رعالم الغیب کی وہ حکمت تھی جس نے اُسکو یروشلم ہجرت
کرانی تھی اگر پاؤں زخمی ہوتے تو وہ چلنے سے کچھ دنوں تک معذور
رہتے اسلئے خدا نے اُسکے پاؤں میخوں سے بچائے - لاشیں صلیب
پر سے اُتارنے کے بعد حضرت مسیح کی نعش یہودیوں کو نہیں
دیگئی نہ اُنکو خبر کیگئی بلا اطلاع یہود پیلاطوس سے یوسف حضرت
مسیح کے شاگرد نے جاکر نعش مانگی پیلاطوس کو خوف ہوا کہ کسطرح
وہ اسقدر ایسی جلدی سے مرگیا اُسنے صوبہ دار پہرے والے کو
بلاکر متعجب ہو کر پوچھا کہ کیا وہ ایسی جلد مرگیا اُس نے کہا ہاں -

تو پیلاطوس نے نعش کو یوسف کے سپرد کر دیا جس نے خوشبوؤں
ملکر قریب کے باغ میں ایک خوبصورت کشادہ کوٹھری (قبر)
میں جو اپنے لئے تیار کرائی ہوئی تھی رکھدیا یہود کی قبریں ایسی
نہیں ہوتیں جیسی کہ مسلمانوں کی ہیں وہ ایک خانہ چھوٹا سا
کوٹھہ یا کوٹھی ہوتی ہے جسمیں مردہ کو رکھکر اُس کے دروازہ پر
پتھر چن دیا کرتے تھے یوسف نے اپنی لئے وہ قبر جسب پسند خود
بنوائی تھی اور وہ ایک مالدار آدمی تھا۔ اُس میں اُسنے مسیح کو جا کر
رکھا اور لحلیہ وغیرہ خوشبوؤں کے ذریعہ اُسکو ہوش میں لاکر رات
رات وہاں سے نکال طیرہ کو دیا جہاں سے کہ آپ نے دوسری
جانب ہجرت فرمائی جس کا ذکر علیحدہ طور پر ہوگا۔ نعش پاکیوسف کو
لے جانا جسکی نظیر بھی اُس خیرالماکرین کی مسیح کو بچانیکے لئے ملی۔ یہ وہ
ذاقوات ہیں جو ہم کو نصاریٰ کی کتابوں اور تاریخوں اور قریباً
مسلمات یہود سے بھی ملتے ہیں۔ جنکا انکار بدیہیات کا انکار ہے
کیونکہ اگرچہ چودہ انجیل الہامی نہیں ہے لیکن کم از کم ایک تاریخ کا
درجہ تو اُسکو دیا جا سکتا ہے اور بنی اسرائیل سے روایت کرنا ہمارے
مقابل کا مسلمہ امر ہے گو بعض دفعہ اس سے انکار بھی کیا جاتا
ہے چنانچہ ازالہ اوہام العین جواب اربعین نمبر ۱ و ۲ میں صاف مذکور ہے
اقرار ہے کہ حدیثوں میں بھی اسرائیل روایح حدیث صحیح ہے اور اپنی
تفسیر میں بھی اس امر کا اقرار موجود ہے کہ یہود و نصاریٰ ہر دو کا

اتفاق ہے کہ مسیح ہی صلیب پر مارا گیا اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ قرائن
قویہ سے جو بات ثابت ہو وہ ضرور قابل غور ہوتی ہے۔ اس صلہ
قاعدہ سے لازم آیا کہ مولوی صاحب حضرت مسیح کا بھی صلیب پر
چڑھایا جانا یہود و نصاریٰ کی طرح تواتر سے مان لیں اور صلیب پر مارا
جانا قرآن مجید کی نص صریح سے تسلیم فرماویں۔ قرآن مجید نے
واقعہ صلیب سے تو انکار نہیں کیا بلکہ اس پر تو نہیں کہا کہ صلیب کا قصہ
پیش ہی نہیں آیا۔ بلکہ مسیح کے صلیب پر مارے جانے سے انکار کیا
ہے۔ سو مطابق قرآن کے ہمارا دعویٰ ہے کہ مسیح کا صلیب پر مارے
جانے کے منکر ہیں اور صلیب پر چڑھائے جانے کے مدعی۔ اس
شرح تقریر میں جو ہم نے بیان کیا تھا کہ صلیب پر چڑھائے جانے
سے اور اخبار ماضیہ کا ثبوت بڑے بڑے محققین کی صحیح تاریخ یا روایت
صحیحہ سے ہونا چاہئے اور یہی میرے مقابل فاضل امر تسری کا مسلمہ
ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ لہٰذا اب میں صحیح تاریخی شہادت
پیش کرتا ہوں کہ صلیب پر مسیح اصلی ہی چڑھایا گیا تھا نہ کوئی
نقلی مسیح۔ اور وہ اس طرح پر ہے کہ یہ امر بالبداہت قابل یقین
ہے کہ واقعہ صلیب کے وقت تین گروہ موجود تھے۔ ایک یہود کی جماعت
مسیح۔ دوسرے نصاریٰ کی جماعت مسیح۔ تیسرے گورنر و ملازم
سلطنت روم جو اس وقت حکمران تھے مسلمانوں میں سے تو کوئی
بھی اس وقت موجود نہ تھا اس لئے مسلمانوں کی تو کوئی تاریخ اس زمانہ

کی ہوتی نہیں سکتی بہرحال یا تو یہودیوں کے گواہی لیجاوے گی
یا رومی سلطنت کے حکام کی چونکہ رومیوں کی شہادت ہے۔ سو
سب سے پہلے میں یہودیوں کی جو دشمنان مسیح ہیں گواہی
پیش کرتا ہوں کہ وہ مسیح کے ہی صلیب پر چڑھائے جانے کی
شہادت دیتے ہیں اور اس شہادت کو قرآن شریف سے پیشکر تا ہوں
جس سے بڑھکر کسی کتاب یا تاریخ کا درجہ نہیں ہے۔ قرآن شریف
باوانہ ابتدا یہود کے دعوی کی بیان کرتا ہے کہ وہ کہتے تھے
وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ یعنے ہم نے مسیح عیسیٰ
رسول اللہ کو قتل کیا نہ کسی اور کو۔ اس دعوی یہود کی نفی قرآن مجید
نے ما قتلوہ یقیناً فرما کر کر دی ہے جس سے ظاہر ہو گیا کہ قتل
بالصلیب کی نفی قرآن مجید کرتا ہے نہ کہ صلیب پر چڑھائے جانے کی
اور حملہ ما صلبوہ سے مطلق صلیب پر چڑھنے کی نفی سمجھ لینا غلطی ہے
بلکہ لگاتار سے یہود اس وقت سے اب تک متواتر اسی بات کو
مانتے ہیں کہ مسیح ابن مریم ہی صلیب پر لٹکایا گیا تھا اور ساتھ ہی
میرکی شہادت القرآن جس میں صلیب کے معنوں پر بحث کی گئی
اپنے علم کی پردہ دری فرماتی ہے میرے سامنے موجود ہے اس میں
بھروسہ پر کہیں امرتسری فاضل ایسا ہی دعوی نہ کر بیٹھیں۔ دوسری
آخری شہادت لفظی و روحانی مسیح کی جو واقعہ صلیب کے وقت
موجود تھے ہم سناتے ہیں۔ اناجیل موجودہ میں بصراحت لکھا ہے کہ جو راہ

کہ مسیح صلیب پر چڑھائے گئے اس سے کسی کو بھی انکار نہیں
ہو سکتا سوائے صاحب شہادت القرآن کے جنکو ترجمہ سیل سے
غلطی لگی ہے کہ بعد کے مبتدع فرقہ ہا نصاری کے عقیدہ کو اس
تواتر و اتفاق نصاری کے خلاف سمجھ لیا ہے کوئی فرقہ واقعہ
صلیب کے وقت کا دنیا میں ایسا دکھایا جاوے جس کا یہ دعوی ہو
کہ غیر مسیح صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ تیسری شہادت پیلاطوس
اور اُسکے ماتحت ملازم سپاہیوں کی ہے جو نہ یہودی تھے نہ عیسائی
بلکہ دونوں سے علیحدہ بت پرست تھے وہ بھی مسیح کو ہی صلیب دینے
کیلئے سپاہیوں کے حوالہ کرتا ہے اور سپاہی ہی مسیح کو ساتھ ہی
سب تمسخرانہ کارروائی کر کے اُسکو ہی صلیب پر لٹکاتے ہیں اس کے
خلاف اگر کوئی شہادت رومیوں کی معتبر تاریخ سے ہمارے مخالف
پیش کریں تو ہم قبول کرینگے تیار ہیں مگر وہ ہرگز پیش نہیں کر سکتے
یہ تو وہ معتبر شہادت ہے جس کا انکار کسی کو ہو نہیں سکتا اور جو مسیح
کی گواہی کہلا سکتی ہے جس میں مخالف دشمن اور موافق دوست
یعنی یہود و نصاری اور تیسری کوئی مخالف نہ موافق بت پرست
قوم ہے اس تمام تواتر کو سرسری نظر سے دیکھکر چھوڑ جانا علوم اور فنون
تحقیق واقعات کے دلائل کو صدمہ پہونچانا ہے مگر ہم کیا کریں مخض ضد و ہٹ دھرمی کا
کوئی علاج نہیں اور کچھ نہیں ورنہ وجہ بتلائی جاوے کہ باوجود اقرار اس
امر کے کہ یہود و نصاری کے اتفاقی امر کا بڑا رتبہ ہے اس متفقہ امر کے

کیون غور نہین کیا جاتا۔ جسکی قرآن شریف تردید نہین کرتا ہے اگر
مسیح کے صلیب پر چڑھائے جانیکی بھی قرآن مجید کی کسی آیت مین
تردید موجود ہے تو اُسکو پیش کرین جو بطور دلیل کے ہو نہ بطریق
مصادرہ علی المطلوب کے۔ سرکار والاتبار و معزز سامعین! رویت کی
شہادت سُن لینے کے بعد اب مین آپ کے سامنے وہ سماعی شہادت
پیش کرتا ہون جسکی بنا پر ہمارے برخلاف فاضل اہرتسری مدعی کرنی چاہتے ہین۔
اور کہتے ہین۔ کہ مسیح کے بجائے ایک غیر مسیح ہمشکل بنایا جاکر صلیب پر
چڑھایا گیا اور مارا بھی گیا۔ اس قول ربانی خلاف کلام ربانی کیلئے دلائل
ذیل ہین جنکو دینے سماعی شہادت سے موسوم کیا ہے۔ کیونکہ ایسا
بیان کرنے والے نہ تو واقعہ صلیب کے وقت موجود تھے نہ اُن کو
براہ راست کوئی وحی غیب اللہ ہوئی تھی نہ صاحب وحی نے ہی
اُنکو ایسا فرمایا ہے جس سے کہ یہ گواہی سماعی نہ کہلاتی بلکہ سماوی نام
پاتی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تفسیر ثنائی جلد دوم حاشیہ نمبر ۲ کے
صفحہ ۹۰ پر بحوالہ تفسیر معالم التنزیل ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے
ہین کہ یہود اسکریوطی جو مسیح کا مرتکب ہوا تھا جب وہ مسیح کو پکڑوانے
گیا تو اُسپر مسیح کی شکل ڈالدی اور مسیح کو مکان کی چھت کے روزن سے
آسمان پر اُٹھا لیا۔ اسکے برخلاف مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی
اپنے رسالہ حق الصدق مین بحوالہ تفسیر ابن کثیر ابن عباس سے ہی روایت
نقل کرتے ہین کہ بوقت رفع الی السماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے

بارہ حواریوں کے ساتھ ایک مکان میں موجود تھے اُن بارہ حواریوں میں سے ایک مخلص مومن حواری کی شکل مسیح کی شکل سے تبدیل ہوگئی اور وہ بجائے مسیح کے صلیب پر چڑھا کر مارا گیا۔ یہ شہادت تو دو اُن علماء کی ہے جو ہم مذہب یعنے اہل حدیث ہیں اور باہمی استادی شاگردی کے طور پر تعلق رکھتے ہیں یعنے فاضل امرتسری مولوی محمد بشیر صاحب کو اپنا بزرگ واجب التعظیم مانتے ہیں اور مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کا جانشین قرار دیتے ہیں باوجود اسکے کہ وہ اپنا بیان مذکورہ حق التصریح میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے بیان مندرجہ تفسیر سے پہلے شائع کر چکے ہوئے تھے تاہم فاضل امرتسری نے اُنکے بیان کے برخلاف اپنی تفسیر میں تحریر کیا جس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ سہسوانی بیان امرتسری بزرگ کے نزدیک قابل اعتبار اور صحیح نہ تھا۔ اور باہمی جو اختلاف ان بیانوں میں ہے وہ محتاج تشریح نہیں کہ ثنائی بیان میں دشمن صحیح یہود اور حواریکو مسیح کا ہمشکل بنایا جاکر مارا جاتا ہے اور سہسوانی بیان میں ایک مخلص مومن حواری کو شبیہ عیسیٰ ٹھہرا کر قتل کرایا جاتا ہے۔ اب ان ہر دو کے برخلاف مفسر دہلوی کا قول سنئے جسکو تفسیر حقانی جلد سوم کے صفحہ ۹۴ پر تحریر فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص منافق یہود نے عزیزی کو حضرت عیسیٰ کی صورت میں کر دیا لوگوں نے اُسی کو عیسیٰ سمجھکر سولی دیدی۔ یہ بزرگ مولوی عبدالحق واعظ مفسر تفسیر حقانی متفق

دہلوی ہیں اسکے خلاف دوسرے بزرگ حنفی ہی کا بیان ملاحظہ فرمایا جاوے جنکا نام نامی حاجی احمد حسین حنفی ہے ساکن میرٹھ مصنف اتمام البرہان۔ وہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس سے منقول ہے کہ یہودیوں کے بادشاہ نے بوجہ عداوت مسیح کو قتل کرنا چاہا اور طیطانوس نامی اپنے مصاحب کو اس کام پر تعینات کیا اُس نے مکان کے اندر جاکر قتل کرنا چاہا تھا کہ فوراً اسکی شکل مسیح جیسی ہوگئی اور مسیح آسمان پر اُٹھا لئے گئے اور اس کو ہی مسیح جانکر قتل کر دیا۔"

حضرات! یہ ہے وہ تاریخی شہادت اور صحیح روایت جسکی بنا پر اس عظیم الشان عقیدہ اور رجوعیہ کام کی بنیاد قایم ہوئی ہے۔ اس ثبوت کے ہوتے ہوئے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ مسیح کی بجائے ایک غیر مسیح صلیب پر چڑھایا گیا اور مسیح آسمان پر اُٹھایا گیا۔ اس سے علاوہ اگر کوئی ثبوت اس نادر واقعہ کا بمقابلہ مخالفین کے پاس ہو تو آپ کو لازم ہے کہ اُسکو پیش کرکے سرکار والا تبار سے ڈگری حاصل کریں ورنہ اس شہادت پر تو یہ مقدمہ آپکے حق میں فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ میں نواب والاجاہ کے حضور میں نہایت ادب سے مستدعی ہوں کہ خدا کیلئے انصاف اور غور فرمایا جاوے کہ آج ترقی علوم کے زمانہ میں یہ اسلامی عقیدہ اہل علم کے سامنے جب پیش کیا جاوے کہ منجملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ایک نبی جسکو عیسائی زندہ اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں ایسا ہے جو برخلاف تمام اپنے جیسے رسولوں کے دشمنوں کے نرغے میں پہنچنے کے وقت جھٹ پٹ آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا اور اُسکی جگہ ایک غیر شخص کو ویسا ہی بنا کر اوسکی شکل عوض فرما دشمنوں کے حوالہ کرکے مروا دیا تھا اور جب یہ معلمین ہیں سے کوئی یہ پوچھ بیٹھے

کہ ایسا عجوبہ امر جو اسلام مین مانا گیا ہے یہ صادق کی تصدیق کیلئے بطور
معجزہ صادر ہوا تھا یا ہستی باریتعالیٰ کی بطریق ثبوت یہ قدرت نمائی تھی
یا محض عبث اور بیکار یہ فعل الٰہی سرزد ہوا؟ اور اگر ایسا ہوا ہی ہے
تو کن دلائل اور ثبوتون سے اے حضرت مولوی صاحب آپکو اسکا علم ہوا۔
جنکے ذریعے سے آپ ہم لوگون کو اس کی دعوت دیتے اور منوانے کی
کوشش کرتے ہین؟ تو مین نہین سمجھ سکتا کہ کون سی دلیل اور کیا جواب
اس چیستان کے حل کرنیکا مولوی صاحب دین گے۔ اسلئے مین بڑے زور
اور تحدی سے کہتا ہون کہ اگر ہمارے مخالف فرداً فرداً یا باہم جمع ہوکر
یہ ثابت کردین کہ مسیحؑ کی بجائے ایک غیر مسیح صلیب پر چڑھایا گیا تھا
تو آج ہی اسی دربار مین نواب والاجاہ کے حضور انکے ہاتھ پر بیعت کرنیکے لئے
تیار ہون۔ اور اگر ایسا نہ کرسکین اور مجھے یقین کامل ہے کہ وہ ہرگز ثابت
نہین کرسکتے تو مین درد بھرے دل کے ساتھ اپنے مخالف الرائے علماء سے
عموماً اور فاضل امرتسری سے خصوصاً اپیل کرتا ہون کہ للہ اپنے اور اسلام کے
حال پہ رحم کرو ایسی باتین جو باعث تضحیک اسلام ہین اُن سب کو چھوڑ دو۔
آج چارون طرف سے اسلام پہ ایسے ایسے شبہات کی وجہ سے ہی مخالفین اسلام کے
حملے ہو رہے ہین۔ اور ان حملون کا کوئی جواب یہ عقیدے نہ کہ آپ نہین
دے سکتے۔ جیسا کہ تارک اسلام کے مقابلے مین جواب نہین دیا گیا۔
ورنہ وہ ثبوت بتایا جاوے جو اس نئے یہ کام کا ترک اسلام مین تحریر ہوا ہے
بجائے اسکے کہ اس واقعہ گذشتہ کو اپنے مسلمہ اصول کے مطابق ثابت دیکھ

ثابت کرو کہاتے یہ کہکر اور بھی دعوے پر دعوی کر دیا ہے کہ "ان واقعات
کا ثبوت مثل اور واقعات کے دیکھنے سے ہے یا صحیح خبر کے پہونچنے
سے جہانتک یہ سب کچھ پایا جاتا ہے" گویا یہ ایک دعوی ہے کہ مسیح کی
بجائے غیر مسیح کے ہمشکل بنائے جانے اور مسیح کا آسمان پر اٹھائے
جانے وغیرہ واقعات کے بارے میں صحیح اخبار اور روایت کی شہادتیں
سب کچھ آپکے پاس موجود ہیں - کیا اچھا ہوتا کہ اپنے دعوی کی بیدلیل کہہ ڈالنے کے
خصم کو ساکت کر دیتے اور بجائے صحیح اخبار اور روایت کے گواہوں کے
صرف ایک ایک صحیح خبر اور ایک ایک روایت کی شہادت ہی پیشکر دی
ہوتی - خیر اگر جب نہ ہو سکی تو اب ہی ضرور آپ ایسا کر دکھائیں -
جناب مولوی صاحب - اسلام مجروح ہو گیا ہے - بابی خانہ جنگیوں نے
اسکو نہایت مہیب بنا دیا ہے - لایعنی اعتقادوں نے جنکا نہ قرآن
شاہد نہ حدیث موید نہ عقل گواہ ہے اسلام کی اصلی نورانی صورت پر
ہزارہا حجاب ڈال دئے ہیں - خدا کے لئے زمانہ کی حالت پر غور کرو اور
سوچو کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور ہم کو کیا کرنا چاہئے تھا - مولوی صاحب
کچھ حرج نہیں اگر آپ وفات مسیح کو مان لیں اس سے آپ کو ثواب ملیگا
اسلام کا بول بالا اور نصرانیت کو شکست فاش ہو گی آپ ذرا بھی
لومۃ لائم کی پرواہ نہ کریں - آپ تو بڑے دلیر ہیں جبکہ آپ نے اپنے بڑے
بڑے استادوں اور واجب التعظیم ہم مذہب علماء کے خلاف بہت سی
باتیں تفسیر کی لکھی ہیں مان لیں اور اس تعلیم وغیرہ کے متعلق یوں ہم مذہبوں کا

کچھ خیال نہین کیا ایسی ہی دلیری آپ اس مسئلہ حقہ وفات مسیح کے ماننے
پر بھی دکھادین - اور یہ خیال نہ کرین کہ وفات مسیح مان کر آپ کو فوراً مرزا
صاحب علیہ السلام کو مسیح موعود ماننا پڑیگا - نہین ایسا نہین یہ خدا کا
فضل ہے بغیر اُسکے فضل کے یہ توفیق زور بازو یا علم خشک سے نہین ملسکتی
آپ مرزا صاحب علیہ السلام کو نہ مانین - مگر وفات مسیح مان کر حیات اسلام کے
قائل ہو جاوین - تو امید ہے کہ خدا تعالیٰ اس نیکی کے بدلے مین آپ کو
دوسری توفیق بھی عطا فرماویگا - کیونکہ خدا کا قانون یہی ہے کہ جب انسان
ایک نیکی کرتا ہے اور محض خدا کیلئے کرتا ہے تو اسکی جزا مین اللہ تعالیٰ
اُسکو دوسری نیکی کے کرنیکی جو پہلی نیکی کا جزو ہوتی ہے توفیق بھی دیتا ہے
آؤ ہم اور تم ملکر آج دشمنان اسلام پر چڑھائی کرین - اور جن باتون مین ہمارا
اور تمہارا اتفاق ہے اُس مین تو متفق ہو کر اُن کے ساتھ مقابلہ کرین
جو ہماری ساتھ کسی بات مین بھی متفق نہین - آؤ آریون کے ساتھ ثانی اور
علمی جنگ کرین - آؤ عیسائیون پر اسلامی صداقت بہ سانچین مولنا آرچ
خدمت اسلام کرنے کا زمانہ ہے نہ کہ زمانہ جنگجوئی کا - آپکو خوب معلوم ہے کہ
آج آریہ گروہ اور عیسائی فرقہ کس کس طرح اسلام اور بانی اسلام اور خدا اور اسلام
اور کتاب اسلام پر حملے کر رہا ہے جنکے جواب لکھنے کا ہمارا اور آپکا فرض
فرض ہے اُنکو داخل اسلام کرنا ہمارا مذہب ہے یا ہمارا کسبی اس سے مقصد
اسلامی کا معترف ہونا چہ بذریعہ اشاعت کتب ہو یا تقریر آپ کہتے ہین
مگر کیا وہ ایسی خدمت ہے کہ جس کو کافی کہا جاوے ہرگز نہین -

بیشک ایک بہوتی حد تک اُس سے بعض مخلوق الٰہی کو فائدہ پہونچا ہو۔ مگر اُسکو ایسی خدمت اسلامی نہیں کہہ سکتے جو مخالفین اسلام کا پورا منصفانہ جواب ہو۔ جیسے آپکی رائے تمام کتابیں بغور دیکھی ہیں جو آپ نے آریوں کے رد میں تحریر فرمائے ہیں۔ مگر افسوس سے کہتا ہوں کہ نہایت ناقص اور ناتمام تالیف کیا گیا ہے۔ مگر تاہم کچھ تو ہیں نہ ہونے سے تو ہونا بہتر ہوتا ہے خواہ تھوڑا ہی ہو۔ اے حضرات گرد علماء! آپ بھی میری اس پر دو معروضہ پر کان دھریں کہ اُن مسئلہ باتوں میں تامل کر کام کریں۔ اور اگر آپکے نزدیک میرا یہ خیال غلط ہے اور آپ اسکی قبولیت سے مجبور ہیں تو میں بھی معذور ہو کر کہتا ہوں کہ ؎

منت ایں اجر نصرت را دہند اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں ہر حالت شود پیدا!

اب میں اپنی پہلی تقریر کیطرف رجوع کر کے سرکار والا تبار کی عدالت میں واقعہ صلیب مسیح کو پیشکر کے حضور کی توجہ اسطرف مبذول کراتا ہوں کہ رومیہ اور موقعہ کے گواہوں میں سے تو یہودی اور عیسائی اور رومی گورنر ہیں جنکی گواہیاں تواتر کے ساتھ ہم تک یہ پہونچ چکی ہیں کہ وہ مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کے صلیب پر چڑھانے اور چڑھنے کے گواہ ہیں نہ کسی یہودا اسکریوطی یا طیطانوس صاحب یا شمعون قرینی یا موجن مخلص حواری کے اور اس شہادت کو بڑے قانون شہادت مسلمہ فاضل امریکی تب ہی رد کیا جا سکتا ہے جبکہ اس سے بڑھکر اور ایسا ہی مسلمہ طرفین ثبوت اسکے خلاف

پیش کیا جاوے کیونکہ ہم اور ہمارے مخالف ہر دو اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہود
اور نصاریٰ متواتر یہی مانتے اور کہتے آئے ہیں کہ مسیح ہی صلیب پر چڑھایا گیا
گو اسکے ساتھ وہ اُسکا صلیب سے مارا جانا بھی کہتے ہیں جسکو ہم بوجہ شہادت
قرانی ہرگز تسلیم نہیں کر سکتے اور قرآنی گواہی اس گواہی یہود و نصاریٰ
سے بلاریب معتبر ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے قتل یقینی کی نفی کی ہے
اور یہود کے اتباع ظن کی تائید جس سے ظاہر ہے کہ یہ ظن یہود وہ ضرور قتل
ہو گیا تھا گو یا ظناً وہ مقتول الصلیب ضرور تھا مگر یقیناً مقتول نہ تھا۔ اب
اس گواہی کے خلاف کونسی گواہی معتبر ہے جسکی بنا پر اس تواتر کا انکار کر کے اُسکو
اسکے قائمقام قرار دیا جاوے کہ یہ مان لیویں کہ جو شخص صلیب پر چڑھایا گیا تھا وہ
جسمانی طور پر تو ضرور مسیح ہی تھا مگر روحانی طور پر غیر مسیح اس روحانی
غیر مسیح ہونیکا علم جہد سو یا دو ہزار برس بعد ہمارے مخالفین کو کس طرح ہوا؟
تاوقتیکہ اس دعوی بیدلیل کو ثابت نہ کریں کسطرح کوئی مان لیوے اور یہ ثبوت
جو پیش کیا گیا ہے یہ اسقدر مخدوش ہے کہ مصداق اس مصرع کا ہو کر ع
شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا نہ قابل سماعت رہا نہ لائق روایت
کیا ایسے عظیم الشان مقدمہ قتل نبی میں جسپر اتنا بڑا عقیدہ قائم کیا گیا ہو
ایسے ہی ثبوت ہوا کرتے ہیں کہ جسکے نہ گواہ معتبر نہ وہ کتب معتبر جنکے حوالے
سے وہ گواہیں نقل کیگئی نہ روایتاً صحیح نہ درایتاً قابل پذیرائی اور پھر ایک ہی
گواہ ابن عباس کی تین گواہیاں گذارتے ہیں جو باہمی متناقض اور ایک کے
دوسرا بیان خلاف ہے۔ غور کیجئے اور سوچئے۔

# برائے ملاحظہ احمدی احباب

(۱) الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین جس نے کہ اس نمبر کے ساتھ احمدی کا سال اول بخیر و خوبی و خوش اسلوبی نہایت کامیابی سے ختم کرایا۔ مجھے یہ کہنے کی مطلق ضرورت نہیں کہ احمدی نے سال اول میں کیسے کیسے مضامین لکھے اور اُن کا کیا اثر موافق و مخالف پر ہوا۔ ہاں اتنا عرض کرنیکی ضرور جرات کرتا ہوں کہ "گر بہ کشتن روز اول" والی مثل کے مصداق احمدی کے تمام مضامین ثابت ہوئے۔ فللہ الحمد۔

(۲) احمدی کے نمبر اول میں جو مضمون مماثلت بہ یہود و نصاریٰ مخالفین کے مقابلہ میں شائع ہوا۔ اور نمبر ۲ لغایت ۷ میں علماء خلف کے حالات جسقدر نقل کئے گئے۔ و نمبر ۸ و ۹ میں ثنائی ہمزہ دانی جس ترتیب سے درج ہوئی۔ یہ سب کے سب لاجواب اور مسکت خصم ہو کر استدلال کے لحاظ سے محققانہ مانے گئے۔ اور کسی مخالف کو عموماً اور امرتسری مکذب کو خصوصاً حوصلہ نہ پڑا کہ ایک کی بھی تردید کر دکھلاتا۔ ثم الحمد للہ کہ احمدی اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا۔

(۳) احمدی کے ہوارہ شائع ہونیکی خاص وجوہات دو ہیں۔ اول یہ کہ ولایتی ڈاکخانہ میں دو پیسہ کے ٹکٹ پر رسالہ بھیجا جاتا ہے۔ اگر رجسٹر کرایا جائے تو صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع کی منظوری حاصل کرنے پر بموجب پریس ایکٹ جدید کم از کم مبلغ پانسو روپیہ ضمانت کا نقد داخل کرنا پڑتا ہے۔ جس کا متحمل ہنوز یہ رسالہ نہیں۔ تب کہیں بجائے دو پیسہ کے ایک پیسہ میں روانہ ہو سکتا ہے اسلئے دو دو تین تین مہینے کا رسالہ یکجائی طور پر شائع ہوتا رہا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بجائے مضامین اکثر احباب نے چاہا کہ ہر رسالہ مکمل مضمون کا شائع ہوا کرے تاکہ باقی آئندہ کے انتظار اور گذشتہ حصہ مضمون کی فراموشی سے جس بے لطفی کے پیدا ہونیکا ناظر رسالہ کو احتمال ہو سکتا ہے وہ نہ ہووے۔ اسلئے بھی ماہوار شائع نہوا۔

(۴) اگر احمدی کو آپ ماہوار دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کام آپ اپنے ذمہ لیں جو آپکا فرض بھی ہے میں صرف اس فرض کو آپ کو یاد دلانے والا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہر جدید خریدار کا اشتہار صرف دو دو جدید خریدار عطا فرما کر نہ صرف احمدی کی ماہانہ ملاقات ہی کا لطف حاصل کریں بلکہ امداد کا ثواب بھی پائیں اور یہ دو جدید خریدار کا دینا اپنے ذمہ اسی طرح سمجھیں جس طرح رسالہ کا چندہ سالانہ گویا یوں خیال کریں کہ احمدی کا سالانہ چندہ بعد اور دو خریدار

(نقد چندہ پیشگی دینے والے) ہین - جنکی طرف سے خریدار نہ ملین گے اُنکے نام جسطرح چندہ کی بقایا رقم درج رجسٹر کیجائیگی اوسی طرح خریداران کی بقایا نکلتی رہے گی۔

پس جب تک آپ یہ نیا چندہ یعنے دو خریدار نہ ادا فرما دینگے تب تک احمدی آپ سے ماہانہ ملاقات کرنے سے قاصر رہے گا کیونکہ بغیر سواری اسقدر لمبا سفر طے کرکے ہر مہینے آپ تک پہنچنا محال ہے - اور سواری کا احمدی کیلئے یہی انتظام ہے - کہ دو خریدار جدید ہر ایک سابقہ خریدار مہیا کر دے جنکے روپیہ سے احمدی سستا کرایہ دے کر ماہ بماہ آپکی قدمبوسی حاصل کرتا رہے - اور سستا کرایہ کیا ہے ؟

یہی کہ بعد ادخال ضمانت احمدی کا سرکار سے اجازت لیکر نصف کرایہ پر سفر کرکے تمام انڈیا کے احمدیون سے ہر شہر اور قصبہ اور گانون مین جاجا کر ملتا۔

(۵) احمدی کا سالانہ چندہ نہایت ہی کم اسی غرض سے رکھا گیا ہے کہ کسی محب اور شائق کو اسکی خریداری مین دقت نہ ہو - اس خفیف سے معاوضہ پر قرین قیاس تھا کہ سال اول مین ہی چار پانچ لاکھ کی احمدی جماعت مین سے دو تین ہزار تو معاون احمدی کو ملجائینگے - مگر کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ ابتک پورے ایکہزار بھی خریدار نہین ہوئے - لہذا جنوری و فروری ۱۲ء

یعنے دو ماہ کے اندر اندر تا سابقہ معاونین دو دو خریدار جدید عطا فرما کر اس کی بنیاد کو مستحکم کر دیں۔ الٰہی احمدی سے بہت سا کام کرنا ہے جسکے پورا ہونیکی خداوند کریم جل جلالہ وعم نوالہ سے یقینی امید ہے۔ صرف تہیہ اسباب کی دیر ہے جسکو بھی مسبب الاسباب ہی مہیا کر دے گا۔ آمین

(۲) بالآخر راقم ہذا کی یہ گذارش ہے کہ جنوری و فروری ۱۲ء کے رسالہ احمدی جسمیں ایک پر لطف مضمون "چودھویں صدی کا یہودی" نام سے طبع ہوا ہے شروع جنوری میں ہر ایک دوست کے نام بذریعہ وی پی بابت چندہ سال ۱۲ء ارسال ہوگا۔ کی اس سے قبل ۱۰ جنوری ۱۲ء تک اگر کسی صاحب کو سال دوم کی خریداری منظور نہ ہو تو راقم کو بذریعہ کارڈ مطلع فرما دیں تاکہ انکے نام رسالہ وی پی نہ کیا جاوے۔ ایسا نہ ہو کہ وی پی پہونچنے پر واپس کر کے بجائے امداد کے نقصان دین اور بغیر وصول چندہ پیشگی احمدی جاری نہ ہوگا۔ والسلام ۲۰ دسمبر ۱۹۱۱ء

## ضروری اعلان

احمدی جلد اول کا یہ آخری نمبر ہے اسکے بعد انشاء اللہ دوسری جلد شروع ہوگی پس اگر کسی صاحب کو جلد اول کا کوئی نمبر بجانب دفتر احمدی نہ پہنچا ہو۔ تو وہ دوبارہ منگا لیں سال دوم کے چندہ کا جو وی پی روانہ ہوگا اس کے ساتھ مطلوبہ نمبر یا نمبرات بھیجا جائیگا اس کی اطلاع دس جنوری تک ایڈیٹر کو ملنی چاہیئے بعد ازاں فیمتاً دیا جائیگا۔ ایڈیٹر

## علمائے خلف

صفحہ ۱۹۲ قیمت ۱۵ر

اس رسالے میں اہلحدیث کی خصوصاً اور
امرتسری خلیفت کی بالخصوص، وہ عکسی تصویر
اتاری گئی ہے۔ کہ جسمیں ہر ایک خط وخال،
امرتسری دہر مثال اور اس کے ہمجنس و
ہمخیال علماء حال کا صاف بصاف نظر آجاتا ہے۔
اور حدیث مرفوع علماؤھم شر من تحت
اديم السماء من عندھم تخرج الفتنه
وفيهم تعود کا مفصل بیان انہی امرتسری
کے قولوں کے اقتباس سے ایسا کیا گیا ہے
کہ نام بردگان بین سطر کسیکو جو صدمہ انکی
تردید کا اگرچہ وہ کوئی کتنا ہی ظاہراً
بھی ہوں۔ نہیں ہو سکتا۔ اور ساتھ
ہی ساتھ صداقت مسیح موعود کا ثبوت
ان ہی کے ناپاک وجود سے مہیا بہم پہنچایا گیا
گیا ہے۔ قیمت صرف ۸ر

## تہذیب الاخلاق

ربع دیوان

سید مرحوم کے ماہوار رسالے کی
آٹھ جلدیں مکمل نایاب مجلد ۲۰ر دیوان

## ہمارا مذہب

جلد دس آنے

اس کتاب میں عاجز قاسم نے حضرت
اقدس مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
مرحوم و مغفور کا مذہب حضرت ہی کی جملہ تصانیف
مبارکہ براہین احمدیہ سے لیکر پیغام صلح تک
سے ہر ایک مسئلہ کے متعلق بلفظہٖ نقل کر کے
جمع کر دیا ہے۔ جس سے تمام معترضین
دم بخود ہو گئے اور کسیکو آجتک جرأت
نہ ہوئی۔ کہ آپ کا مذہب آپ کی تصنیف
سے بلفظہٖ کتاب ہذا کے خلاف ثابت کر سکے
اور
ہر ایک کی کتاب عمدہ خوشخط مجلد صرف

## ہمارا خدا

اس رسالہ میں مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر
اہلحدیث کے درباره مباہلہ حضرت مرزا صاحبؑ
مختلف اقوال اور ژولیدہ خیالات اور شتابی
بجھبیان و پریشانی و پشیمانی کی حقیقت ظاہر
کی گئی ہے نی نسخہ ارفی روپیہ ۲ نسخہ

منیجر اخبار الحق

# اخبار الحق دہلی

یہ مشہور معروف اخبار قدیم پایہ تخت دہلی سے ہر جمعہ کو ۱۶ صفحوں پر بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔ ہندوستان پرکاش مسافر آگرہ جہنگ سیال شانتی برہسپتی ارجن اندر ماڑنڈ وغیرہ آریہ اخباروں کا نوٹس لینا ان کے زہریلے اثر کو ہفتہ وار دور کرنا۔ دیانندی باطل تعلیم کے طلسم کو توڑ کر صداقت اسلام کا زبردست دلائل سے ثبوت دینا۔ باہمی تنازعات سے اجتناب کرکے۔ اخوت اتحاد۔ اتفاق کو مسلمانوں میں پیدا کرنا۔ گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کا اظہار کرکے اس کے خلاف ہر ایک غلط فہمی کو دور کرنا۔ اور رعایا میں مخلصانہ جوش وفاداری حکام کا پیدا کرنا۔ اس اخبار کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے۔ باوجود ان سب خوبیوں کے قیمت سالانہ نہایت ہی کم یعنی صرف دو روپیہ آٹھ آنے ۲/۸ مع محصول ڈاک مقرر ہے غیر متعصب محبان دین اسلام کا فرض ہے کہ اس کی خریداری منظور فرمائیں اور اس کی توسیع اشاعت میں ہمیشہ ساعی رہیں۔

المشتہر۔ ایچ۔ قاسم علی اڈیٹر و پروپرائٹر اخبار الحق دہلی

---

## مصحف عثمانی

رجسٹری شدہ

حضرت امیر المومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قرآن مجید کے ایک صفحہ کا اصلی فوٹو رجسٹری شدہ

جو سوائے دہلی کے کسی جگہ سے دستیاب نہیں ہو سکتا۔ قابل دید ہے ہر مسلمان اسے زینت مکان بناوے۔

ھدیہ فی عکس ۴ علاوہ محصول

بانجمن اسلامیہ